بانی: مولانا سید محمد ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی

صاحبزادہ وجاہت رسول قادری

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

دائرے میں سرخ نشان
ممبرشپ ختم ہونے کی علامت ہے
زرتعاون ارسال فرماکر مشکور فرمائیں۔

ھدیہ فی شمارہ =/15 روپیہ ، سالانہ =/150 روپیہ ، بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ ، لائف ممبرشپ =/300 ڈالر

نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں، چیک قابل قبول نہیں

25 جاپان مینشن، ریگل چوک صدر، کراچی 74400، فون: 021-7725150
فیکس: 021-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

(پبلشرز مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی۔ آئی۔ چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنی بات

محمد خاتم النبیین ﷺ

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

بزمِ آخر شمعِ فروزاں ہوا نورِ اول کا جلوہ ہمارا نبی (ﷺ)

قارئین کرام! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حضور اکرم، سید المرسلین، خاتم النبیین، سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کے اللہ رب العزت کے آخری نبی و رسول ہونے کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا صریح منکر یا اس کو مؤول جان کر اس میں گنجائش یا تاویل کرنے والا بالا جماع کافر ہے۔ لہٰذا سید عالم ﷺ کی حیاتِ ظاہری کا زمانۂ مبارکہ ہو یا اُس دورِ مبارکہ کے بعد کسی بھی اعتبار سے کسی نبی کا تسلیم کرنا، خواہ وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی، ظلّی ہو یا بروزی ہو یا بزعمِ باطل اصلی یا حقیقی، اسلام کے بنیادی عقائدِ حقہ کے خلاف ہے اور شریعت طاہرہ کے حکم کے مطابق کفر ہے۔

یوں تو تاریخِ اسلام کے مختلف ادوار میں انکارِ ختم نبوت کا فتنہ سر اٹھاتا رہا لیکن ہر بار سختی سے اس کی سرکوبی کردی گئی۔ چنانچہ سب سے پہلے اس فتنہ نے ''مسیلمہ کذاب'' کے بھیس میں خود دورِ ہمایونی نبوی کے آخری ایام میں سر اٹھانے کی کوشش کی، جسے امیر المؤمنین، امام المجاہدین، خلیفۃ الرسولِ رب العالمین (جل جلالہ و ﷺ) حضرت سیدنا و مولانا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاتم النبیین ﷺ کے حکم پر اپنے دورِ خلافت کے اولین فریضے کے طور جہاد بالسیف کے ذریعہ خس کم جہاں پاک کیا۔

لیکن انکارِ ختم نبوت کا جدید فتنہ برصغیر پاک و ہند میں پہلی بار اس وقت ظہور پذیر ہوا جب مولوی اسمٰعیل دہلوی نامی ایک شخص نے اپنی کتاب ''تقویت الایمان'' میں یہ ناپاک عبارت لکھنے کی جسارت کی:

''اس شہنشاہ (یعنی اللہ تعالیٰ) کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم ''کُن'' سے کروڑوں نبی اور محمد کے برابر پیدا کر ڈالے''

سپہ سالارِ مجاہدینِ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء اور حریتِ اسلامی کے بطلِ جلیل حضرت علامہ فضلِ حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ اور اس وقت کے دیگر علماء اسلام نے اس کی سخت گرفت کی اور اس عبارت کو نصِ قطعی سے ثابت شدہ عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف قرار دیکر اس کے محرر اور قائل کو کافر قرار

دیا، دوسری بار تقریباً ۷۰ ؍سال بعد فتنۂ انکارِ ختمِ نبوت اس وقت دوبارہ منظرِ عام پر آیا جب مولوی احسن نانا توی (م ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء) نے قیامِ بریلی کے دوران (۱۸۵۱ء تا ۱۸۶۰ء) ''اثر ابنِ عباس'' کی شاذ حدیث کی بنیاد پر اپنے اس عقیدہ کا واضح اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ بھی ہر طبقۂ زمین میں ایک ایک ''خاتم النبیین'' موجود ہے۔

علامہ مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ (م ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) والد ماجد امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ نے مولوی احسن نانوتوی کی سخت گرفت کی اور اس عقیدۂ کو مسلمانوں کے متفقہ عقیدۂ ختم نبوت کے منافی قرار دیتے ہوئے اس کے قائل کو گمراہ قرار دیا۔

اس کے جواب میں مولوی احسن نانا توی کے ایک عزیز مولوی قاسم نانا توی نے ایک کتاب تحذیر الناس لکھی اور وہ اپنے عزیز کی حمایت میں اس قدر آگے بڑھ گئے کہ یہاں تک لکھ دیا کہ ''ختم زمانی کے اعتبار سے ختم نبوت کا ماننا عوام کا خیال ہے۔ اہل فہم اس کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ سو عوام کے خیال میں رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں''۔
دوسری جگہ مزید تحریر کیا:

> ''اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اس زمین میں کوئی نبی تجویز کیا جائے''۔

ختمِ نبوت کی یہی وہ دل آزار تشریح ہے جس نے انیسویں صدی کے آخری دھائی میں اسلامیان ہند میں ایک نئے فرقے ''دیو بندی وہابی'' کو جنم دیا۔ آگے چل کر ''تحذیر الناس'' کی انہی عبارات نے مرزا غلام قادیانی کذّاب کی جھوٹی نبوت کے دعویٰ کیلئے بزعم خویش مضبوط بنیاد فراہم کی جن کو قادیانی آج تک بطور دلیل پیش کرتا چلے آرہے ہیں۔

مرزا غلام قادیانی، قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوا، انگریزی دور اقتدار میں انگریزوں کی ایما پر اس نے مختلف دعوے کیئے، پہلے مصلح بنا، پھر مجدد، پھر مہدی موعود، پھر مسیح موعود بنا اور آخر میں (جھوٹی) نبوت کا دعویٰ کیا۔

علماءِ حق نے بروقت اس کے کفری عقائد کی نشاندھی کی اور عامۃ المسلمین کو اس کے مکر و فریب سے دور رہنے کی تلقین کے ساتھ ساتھ اس کے رد میں کتابیں لکھیں اور اس کو مناظرے کا چیلنج دیا۔ اس کذّاب کی طرف سے کوئی جواب نہ بن پڑا اور وہ ہر جگہ ذلیل و خوار ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی ایک تحریک چلی جو ۱۹۷۴ء تک کسی نہ کسی صورت میں جاری رہی اور جس کی غالب قیادت بھی علماء اہلسنت و جماعت (بریلوی) کے ہاتھ میں تھی۔ دس ہزار سے زائد اہلسنت کے افراد شہید ہوئے۔ ہزاروں جیل گئے، کئی افراد کو پھانسی کی سزا سنائی گئی آخر کار حق غالب آیا اور ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء میں مولانا شاہ احمد نورانی کی تحریک پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک متفقہ قرار دار کے ذریعہ قادیانی اور اس کو مختلف حیثیت سے بھی (بروزی نبی یا ظلی نبی یا مجدد وغیرہ) ماننے والوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

پاکستان میں تحفظِ ختم نبوت کی تحریک اور آخر کار حکومت کی طرف سے انہیں غیر مسلم قرار دیئے جانے کے اور دیگر ممالک اسلامیہ پر بھی اس کے مثبت اور بہترین اثرات مرتب ہوئے جن کی تفصیل یہ ہے۔

ممالک اسلامیہ میں قادیانیوں کا حشر:

...........۱۹۵۳ء میں مصر نے اپنے ملک میں قادیانیوں کے داخلے پر پابندی عائد کردی اور جماعت احمدیہ کو غیر قانونی قرار دے دیا۔ کیونکہ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ قادیانیوں کا مرکز تل ابیب (اسرائیل) میں ہے۔ جمہوریہ شام نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کا فتویٰ جاری کیا۔

...........۱۹۶۵ء اسلامی مشاورتی کونسل نے تجویز پیش کی کہ مرتد ہونے والے مسلمانوں کو شریعت کے مطابق سزا دی جائے۔

...........۱۹۶۷ء میں غیر مسلم کی حیثیت سے حرمین شریفین میں داخلے کے جرم میں قادیانیوں کو گرفتار کیا گیا۔ ۱۹۷۳ء کے پاکستان کے آئین میں مسلمان کی تعریف متعین کردی گئی اور یہ دفعہ رکھی گئی کہ صدر پاکستان اور وزیر اعظم کا مسلمان ہونا لازمی ہوگا۔

...........۲۶ را پریل ۱۹۷۳ء کو رابطہ عالم اسلامی کے ایک اجلاس جس میں اسلامی ممالک کے ایک سو سے زائد تنظیموں کے مقتدر نمائندے شریک تھے، قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کے قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی۔

...........۲۹ را پریل ۱۹۷۳ء آزاد کشمیر اسمبلی میں قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔

...........۲۵ رمئی ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم نے اس قرارداد کی توثیق کی اس طرح آزاد کشمیر اسمبلی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے سب سے پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

...........۲۰ جون ۱۹۷۴ء کو سرحد اسمبلی میں متفقہ طور پر قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کی قرارداد منظور ہوئی۔

...........۷ ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کا قانون منظور کیا اور قرار دیا کہ قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ دونوں غیر مسلم ہیں۔

معارف رضا ۷ ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے اس یادگار دن کے حوالے سے مسئلہ ختم نبوت کی حقیقت کو سمجھنے اور فتنۂ قادیانیت اور ''اجرائے نبوتِ جدیدہ'' کے حامیوں کی سازشوں کے ادراک کے لئے چند خصوصی مضامین پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

امید ہے قارئین کرام اس پیشکش کو پسند فرمائیں گے اور اپنی قیمتی آراء سے نوازیں گے۔

---

۶ ر رجب المرجب، عرسِ خواجہ غریب نواز ولادت ۵۳۷ھ/۱۱۵۲ء، وصال ۶۳۴ھ/۱۲۳۶ء رحمۃ اللہ علیہ، اجمیر شریف (انڈیا)

حضرت سیدنا خواجہ معین الدین حسن سنجری علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت سنجرستان میں ہوئی۔ آپ حسنی حسینی سید ہیں۔ ایک مجذوب (حضرت ابراھیم قلندر) کی خدمت نے آپ پر انوار الٰہی کھول دیئے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل کیا، مدینہ طیبہ کی حاضری کے دوران دربار رسالت ﷺ سے ہندوستان کی ولایت عطا ہوئی۔ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی صحبت بابرکت سے فیض یاب ہوئے۔ بعدہ سیر و سیاحت فرماتے، ہندوستان تشریف لائے۔ حضرت داتا علی ہجویری رضی اللہ عنہ کے مزار پر معتکف ہوئے۔ دہلی سے ہوتے ہوئے اجمیر تشریف لائے۔ کرامات کا ظہور ہوا۔ ہندو راجہ پرتھوی راج کو شکست ہوئی۔ جادوگر اور بے شمار لوگ مسلمان ہوئے۔ دنیا بھر سے آپ کے چاہنے والے اس مقام پر جمع ہوتے ہیں اور فیضیاب ہوتے ہیں (تذکرۂ اولیائے برصغیر، پاک و ہند)

معارفِ قرآن
تفسیر رضوی

وسوسۂ شیطان کا علاج

ترتیب وپیشکش: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

مفسر قرآن شیخ الاسلام امام احمد رضا علیہ الرحمہ

وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا۔(۱)

''یوں ہی ہم نے نبی کا دشمن کیا شیطان آدمیوں اور شیطان جنوں کو، آپس میں ایک دوسرے کے دل میں بناوٹ کی بات ڈالتے ہیں دھوکا دینے کے لئے''

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''اللہ کی پناہ مانگ شیطان آدمیوں اور شیطان جنوں کے شر سے''

عرض کی! کیا آدمیوں میں بھی شیطان ہیں؟ فرمایا: ہاں! (۲)

ائمہ دین فرمایا کرتے کہ شیطان آدمی شیطان جن سے زیادہ سخت تر ہوتا ہے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر ابن جریر پارہ ۸/تحت آیۂ مذکورہ بلفظ للشر، المطبعۃ المیمنہ، مصر ص۴)

اقول: آیۂ کریمہ میں شیاطین الانس کی تقدیم بھی اس طرف مشیر، اس حدیث کریم نے کہ ''جب شیطان وسوسہ ڈالے اتنا کہہ کہ الگ ہوجاؤ کہ تو جھوٹا ہے'' دونوں قسم کے شیطانوں کا علاج فرمادیا شیطان آدمی ہو خواہ جن اس کا قابو اسی وقت چلتا ہے جب اس کی سُنیے، اور تنکا توڑ کر ہاتھ پر دھر دیجئے کہ تو جھوٹا ہے تو خبیث اپنا سا منہ لے کر رہ جاتا ہے۔ آج کل ہمارے عوام بھائیوں کی سخت جہالت یہ کہ کسی آریہ نے اشتہار دیا کہ اسلام کے فلاں مضمون کے رد میں فلاں وقت لیکچر دیا جائے گا یہ سننے کے لئے دوڑے جاتے ہیں۔ کسی پادری نے اعلان کیا کہ نصرانیت کے فلاں مضمون کے ثبوت میں فلاں وقت ندا ہوگی، یہ سننے کے لئے دوڑے جاتے ہیں۔

بھائیو! تم اپنے نفع نقصان کو زیادہ جانتے ہو یا تمہارا رب عزوجل، تمہارے نبی ﷺ، ان کا حکم تو یہ ہے کہ شیطان تمہارے پاس وسوسہ ڈالنے آئے تو سیدھا جواب یہ دے دو کہ تو جھوٹا ہے، نہ یہ کہ تم آپ دوڑ دوڑ کے ان کے پاس جاؤ اور اپنے رب جل وعلا، اپنے قرآن، اپنے نبی ﷺ کی شان میں کلمات ملعونہ سنو۔

اقول: یہ آیات جو ابھی تلاوت ہوئی اس کا تتمہ اور اسکے متصل کی آیت کریمہ تلاوت کرتے جاؤ دیکھو قرآن عظیم تمہاری اس حرکت کی کیسی کیسی شناعتیں بتاتا اور ان ناپاک لکچروں نداؤں کی نسبت تمہیں کیا کیا ہدایت فرماتا ہے، آیۂ کریمہ مذکورہ کے تتمہ میں ارشاد ہوتا ہے:

ولو شاء ربک ما فعلوہ فذرھم وما یفترون(۳)

''اور تیرا رب چاہتا تو وہ یہ دھوکے بناوٹ کی باتیں نہ بناتے پھرتے، تو، تو انہیں اور ان کے بہتانوں کو یک لخت چھوڑ دے''۔

دیکھو انہیں اور ان کی باتوں کو چھوڑنے کا حکم فرمایا یا ان

*(تفصیل کیلئے دیکھیں فتاوی رضویہ (جدید) ج ۱، ص ۷۵۰ تا ۷۶۵)

کے پاس سننے کے لئے دوڑنے کا۔ اور سنئے اس کے بعد آیت میں فرماتا ہے:

ولتصغی الیہ افئدة الذین لایومنون بالاخرة ولیرضوہ ولیقترفوا ماھم مقترفون۔(۴)

''اور اس لئے کہ ان کے دل اس کی طرف کان لگائیں جنہیں آخرت پر ایمان نہیں اور اسے پسند کریں اور جو کچھ ناپاکیاں وہ کررہے ہیں یہ بھی کرنے لگیں''

دیکھو ان کی باتوں کی طرف کان لگانا ان کا کام بتایا جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور اس کا نتیجہ یہ فرمایا کہ وہ ملعون باتیں ان پر اثر کر جائیں اور یہ بھی ان جیسے ہوجائیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ لوگ اپنی جہالت سے گمان کرتے ہیں کہ ہم اپنے دل سے مسلمان ہیں ہم پر ان کا کیا اثر ہوگا حالانکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''جو دجال کی خبر سنے اس پر واجب ہے کہ اس سے دور بھاگے کہ خدا کی قسم آدمی اس کے پاس جائے گا اور یہ خیال کرے گا کہ میں تو مسلمان ہوں یعنی مجھے اس سے کیا نقصان پہنچے گا وہاں اس کے دھوکوں میں پڑ کر اس کا پیرو ہوجائے گا''

رواہ ابو داؤد عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن الصحابة جمیعا۔(۵)

کیا دجال ایک اسی دجال اخبث کو سمجھتے ہو جو آنے والا ہے، حاشا تمام گمراہوں کے ''داعی منادی'' سب دجال ہیں اور سب سے دور بھاگنے ہی کا حکم فرمایا اور اس میں یہی اندیشہ بتایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''آخر زمانے میں دجال کذاب لوگ ہوں گے کہ وہ باتیں تمہارے پس لائیں گے جو نہ تم نے سنیں نہ تمہارے باپ دادا نے تو ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں''(۶)

اور سنئیے اس کے بعد کی آیت میں فرماتا ہے:

''تو کیا اللہ کے سوا کوئی اور فیصلہ کرنے والا ڈھونڈوں حالانکہ اس نے مفصل کتاب تمہاری طرف اتاری اور اہل کتاب خوب جانتے ہیں کہ وہ تیرے رب کے پاس سے حق کے ساتھ اتری تو خبردار تو شک نہ کرنا اور تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں کامل ہے کوئی اس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں اور وہ شنوا و دانا ہے اور زمین والوں میں زیادہ وہ ہیں کہ تو ان کی پیروی کرے تو وہ تجھے خدا کی راہ سے بہکادیں وہ تو گمان کے پیرو ہیں اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں بیشک تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بہکے گا اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو''۔(۷)

یہ تمام آیات کریمہ انہیں مطالب کے سلسلہ بیان میں ہیں گویا ارشاد ہوتا ہے تم جو اُن شیطان آدمیوں کی باتیں سننے جاؤ کیا تمہیں یہ تلاش ہے کہ دیکھیں اس مذہبی اختلاف میں یہ لیکچرار یا منادی کیا فیصلہ کرتا ہے، ارے خدا سے بہتر فیصلہ کس کا! اس نے مفصل کتاب قرآن عظیم تمہیں عطا فرمادی اس کے بعد تم کو کسی لکچر، ندا کی کیا حاجت ہے، لکچر والے جو کسی کتاب دینی کا نام نہیں لیتے کس گنتی شمار میں ہیں! یہ کتاب والے دل میں خوب جانتے ہیں کہ قرآن حق ہے تعصب کی پٹی آنکھوں پر بندھی ہے کہ ہٹ دھرمی سے مکرے جاتے ہیں تو تجھے کیوں شک پیدا ہو کہ ان کی سننا چاہے تیرے رب کا کلام صدق وعدل میں بھرپور ہے، کل تک جو اُس پر تجھے کامل یقین تھا آج کیا اس میں فرق آیا کہ اس پر اعتراض سننا چاہتا ہے، کیا خدا کی باتیں کوئی بدل سکتا ہے؟ یہ نہ سمجھنا کہ میرا کوئی

مقال کوئی خیال خدا سے چھپ رہے گا وہ سنتا، جانتا ہے، دیکھ اگر تُو نے اُن کی سُنی تو وہ تجھے خدا کی راہ سے بہکا دیں گے، یہ خیال کرتا ہے کہ ان کا علم دیکھوں کہاں تک ہے، یہ کیا کہتے ہیں، ارے ان کے پاس علم کہاں، وہ تو اپنے اوہام کے پیچھے لگے ہوئے اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں جن کا تھل نہ بیڑا، جب اللہ واحد قہار کی گواہی ہے کہ ان کے پاس نری مہمل اٹکلوں کے سوا کچھ نہیں تو ان کو سننے کے کیا معنے؟ سننے سے پہلے وہی کہہ دے جو تیرے نبی ﷺ نے تعلیم فرمایا کہ ''کذبت شیطان'' شیطان تو جھوٹا ہے، اور اس گھمنڈ میں نہ رہنا کہ مجھ کو کیا گمراہ کریں گے میں تو راہ پر ہوں، تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بہکے گا اور کون راہ پر ہے، تو پورا راہ پر ہوتا تو بے راہوں کی سننے ہی کیوں جاتا حالانکہ تیرا رب فرما چکا:

ذرھم وما یفترون ٥(٨)

''چھوڑ دے انہیں اور ان کے بہتانوں کو''

تیرے نبی ﷺ فرما چکے: ایا کم و ایا ھم (٩)

''ان سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور کرو کہیں وہ تم کو بہکا نہ دیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں''۔

بھائیو! ایک سہل سی بات ہے اسے غور فرمالو۔ تم اپنے ربّ جلّ وعلا، اپنے قرآن، اپنے نبی ﷺ پر سچا ایمان رکھتے ہو یا معاذ اللہ کچھ شک ہے! جسے شک ہو اسے اسلام سے کیا علاقہ وہ ناحق اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر مسلمانوں کو کیوں بدنام کرے اور اگر سچا ایمان ہے تو اب یہ فرمایئے کہ ان کے لکچروں، نداؤں میں آپ کے رب و قرآن و نبی و ایمان کی تعریف ہوگی یا مذمت۔ ظاہر کہ دوسری ہی صورت ہوگی اور اسی لئے تم کو بلا رہے ہیں کہ تمہارے منہ پر تمہارے خدا و نبی (جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم) وقرآن و دین کی توہین وتکذیب کریں۔

اب ذرا غور کر لیجئے ایک شریر نے زید کے نام اشتہار دیا کہ فلاں وقت فلاں مقام پر میں بیان کروں گا کہ تیرا باپ ولدالحرام اور تیری ماں زانیہ تھی، للہ انصاف! کیا کوئی غیرت والا حمیت والا انسانیت والا، جبکہ اسے اس بیان سے روک دینے، باز رکھنے پر قادر نہ ہوا سے سننے جائے گا؟ حاشا للہ کسی بھنگی چمار سے بھی یہ نہ ہو سکے گا، پھر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو کہ اللہ و رسول (جلّ وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم) وقرآن عظیم کی توہین، تکذیب، مذمت سخت تر ہے یا ماں باپ کی گالی۔ ایمان رکھتے ہو تو اسے اس سے کچھ نسبت نہ جانو گے۔ پھر کون سے کلیجے سے اس جگر شگاف ناپاک ملعون بہتانوں، افتراؤں شیطانی اٹکلوں، ڈھکوسلوں کو سننے جاتے ہو بلکہ حقیقتاً انصافاً وہ جو کچھ بکتے اور اللہ و رسول (جل وعلا ﷺ) وقرآن عظیم کی تحقیر کرتے ہیں اس سب کے باعث یہ سننے والے ہیں، اگر مسلمان اپنا ایمان سنبھالیں اپنے رب (جلّ وعلا) وقرآن و رسول (ﷺ) کی عزت، عظمت پیش نظر رکھیں اور ایکا کر لیں کہ وہ خبیث لکچر، گندی ندائیں سننے کوئی نہ جائے گا، جو وہاں موجود ہو وہ بھی فوراً وہی مبارک ارشاد کا کلمہ کہہ کہ ''تو جھوٹا ہے'' چلا جائیگا، تو کیا وہ دیواروں پتھروں سے اپنا سر پھوڑیں گے؟ تو تم سُن سُن کر کہلواتے ہو، نہ تم سنو نہ وہ کہیں، پھر انصاف کیجئے کہ اس کہنے کا وبال کس پر ہوا۔ علماء فرماتے ہیں ہٹے کٹے جوان تندرست جو بھیک مانگنے کے عادی ہوتے اور اسی کو اپنا پیشہ کر لیتے ہیں انہیں دینا ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پر شہ دینی ہے، لوگ نہ دیں تو جھک ماریں اور محنت مزدوری کریں۔ بھائیو! جب اس میں گناہ کی امداد ہے تو اس میں کفر کی مدد ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ! قرآن عظیم کی نصِ قطعی نے ایسی جگہ سے فوراً ہٹ جانا فرض کر دیا اور وہاں ٹھرنا فقط حرام ہی نہ فرمایا بلکہ سنو تو کیا ارشاد کیا! رب عزوجل فرماتا ہے:

''بیشک اللہ تم پر قرآن میں حکم اتار چکا کہ جب تم سنو کہ خدا کی

آیتوں سے انکار ہوتا اور ان کی ہنسی کی جاتی ہے تو ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو جب تک وہ اور باتوں میں مشغول نہ ہوں اور تم نے نہ مانا اور جس وقت وہ آیات اللہ پر اعتراض کر رہے ہوں وہاں بیٹھے تو جب تم بھی انہیں جیسے ہو، بیشک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکھٹا کرے گا'' (۱۰)

آہ آہ! حرام تو ہر گناہ ہے یہاں تو اللہ واحد قہار یہ فرمارہا ہے کہ وہاں ٹھہرے تو تم بھی انہیں جیسے ہو۔

مسلمانو! کیا قران عظیم کی یہ آیات تم نے منسوخ کر دیں یا اللہ عزوجل کی اس سخت وعید کو سچا نہ سمجھے یا کافروں جیسا ہونا قبول کر لیا اور جب کچھ نہیں تو ان جمگھٹوں کے کیا معنے ہیں جو آریوں پادریوں کے لکچروں نداؤں پر ہوتے ہیں ان جلسوں میں شرکت کیوں ہے جو خدا اور رسول (جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وقرآن پر اعتراضوں کے لئے جاتے ہیں؟

بھائیو! میں نہیں کہتا، قرآن فرماتا ہے کہ ''انکم اذا مثلھم'' ان لکچروں پر جمگھٹ والے ان جلسوں میں شرکت والے سب انہیں کافروں کے مثل ہیں وہ اعلانیہ بک کر کافر ہوئے یہ زبان سے کلمہ پڑھیں اور دل میں خدا اور رسول (جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وقرآن کی اتنی عزت نہیں کہ جہاں ان کی توہین ہوتی ہو وہاں سے بچیں تو یہ منافق ہوئے جبھی تو فرمایا کہ اللہ انہیں اور ان سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا کہ اب یہاں تم لکچر دو اور تم سنو:

ذق انک انت العزیز الکریم ٥(۱۱)

الٰہی اسلامی کلمہ پڑھنے والوں کی آنکھیں کھول ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مسلمان اگر قرآن عظیم کی اس نصیحت پر عمل کریں تو ابھی ابھی دیکھیں کہ اعداء اللہ کے سب بازار ٹھنڈے ہوئے جاتے ہیں، ملک میں ان کے شور شر کا نشانہ رہے گا، جہنم کے کندے شیطان کے بندے آپس ہی میں ٹکرا ٹکرا کر سر پھوڑیں گے، اللہ و رسول (جل وعلا و ﷺ) وقرآن عظیم کی توہینوں سے مسلمانوں کا کلیجا پکانا چھوڑیں گے اور اپنے گھر بیٹھ کر بکیں بھی تو مسلمانوں کے کان تو ٹھنڈے رہیں گے۔ اے رب میرے توفیق دے وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ اجمعین۔ خیر بات دور پہنچی اور بحمد اللہ تعالیٰ بہت نافع وضروری تھی۔ کہنا یہ تھا کہ وسوسۂ شیطان کا علاج یہ ہے کہ خبیث تو جھوٹا ہے۔ امام ابو حازم کہ اجلہ ائمہ تابعین سے ہیں، ان کے پاس ایک شخص آکر شاکی ہوا کہ شیطان مجھے وسوسے میں ڈالتا ہے اور سب سے زیادہ سخت مجھ پر یہ گزرتا ہے کہ آکر کہتا ہے تو نے اپنی عورت کو طلاق دیدے امام نے فوراً فرمایا کہ تو نے میرے پاس آکر میرے سامنے اپنی عورت کو طلاق نہ دی وہ گھبرا کر بولا خدا کی قسم میں نے کبھی آپ کے پاس اسے طلاق نہ دی فرمایا جس طرح میرے آگے قسم کھائی شیطان سے کیوں نہیں قسم کھا کر کہتا کہ وہ تیرا پیچھا چھوڑ دے۔

اخرجہ ابوبکر بن ابی داود کتاب الوسوۃ (۱۲)

حوالاجات

(۱) القرآن ۶/۱۱۲
(۲) مسند امام احمد عن ابی ذر، بیروت ۵/۱۷۸
(۳) القرآن ۶/۱۱۲ (۴) القرآن ۶/۱۱۳
(۵) سنن ابی داؤد باب خروج الدجال من کتاب الملاحم مجتبائی لاہور ۲/۲۳۷
(۶) صحیح مسلم قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/۱۰
(۷) القرآن ۶/۱۱۵،۱۱۸ (۸) القرآن ۶/۱۱۳
(۹) صحیح مسلم النھی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ، کراچی ۱/۱۰ (۱۰) القرآن ۴/۱۴۰
(۱۱) القران /۴۹
(۱۲) کتاب الوسوسہ لابی بکر بن ابی داؤد

معارف حدیث
من افاضات امام احمد رضا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خان رضوی *

۹-عن أبی ذر الغفاری رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله ﷺ: مَامِن عَبدٍ قَالَ: لَااله الا الله، ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذَالِکَ اِلَّا دَخَلَ الجَنَّةَ، قلتُ: وإن زنٰی وإن سَرقَ، قال: وإن سَرقَ، قلت: وإن زنیٰ و سَرقَ، قال وإن زنیٰ وإن سَرقَ، قَلتُ: وإن زنٰی وإن سرق، قال: وإن زنٰی وإن سَرقَ، ثمّ قال فی الرّابعةِ علیٰ رَغْمِ انْفِ أَبی ذَرٍّ

''حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ 'لا الٰہ الا اللہ' صدق دل سے کہے اسی پر اس کا انتقال ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ حضرت ابوذر فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: خواہ وہ زنا کرے خواہ وہ چوری کرے، فرمایا: اگر چہ وہ زنا کرے اگر چہ وہ چوری کرے۔ میں نے کہا: خواہ وہ چوری کرے خواہ وہ زنا کرے، فرمایا: اگر چہ وہ چوری کرے اگر چہ وہ زنا کرے۔ تین مرتبہ یہی فرما کر ارشاد فرمایا: اے ابوذر! اگر چہ تمہیں ناپسند ہے لیکن حکم یہی ہے۔ (۱۲م، فتاویٰ رضویہ ۳/۳۶۴)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

حضرات ابوین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال عہد اسلام سے پہلے تھا تو اس وقت وہ صرف اہل توحید و اہل لا الہ اللّٰہ تھے۔ تو نہی از قبیل ''لیس ذلک لک'' ہے۔ بعدہ رب العزۃ عز جلالہ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے صدقے میں ان پر اتمام نعمت کیلئے اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح انہیں زندہ کیا کہ حضور اقدس ﷺ پر ایمان لاکر شرف صحابیت پاکر آرام فرمایا۔

ولہذا حکمت الٰہیہ کے یہ زندہ کرنا حجۃ الوداع میں واقع ہوا جبکہ قرآن عظیم پورا اتر لیا۔ اور ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ'' نے نزول فرما کر دین الٰہی کو تام و کامل کر دیا تاکہ ان کا ایمان پورے دین کامل شرائع پر واقع ہو۔ حدیث احیاء کی غایت ضعیف ہے۔ کما حققه خاتم الحفاظ الجلال الدین السیوطی ولا عطر بعد عروس۔ اور حدیث ضعیف دربارۂ فضائل مقبول۔ کما حققناه بما لا مزید علیه فی رسالتنا ''ألهاد الکاف فی حکم الضعاف'' بلکہ امام ابن حجر مکی نے فرمایا۔ متعدد حفاظ نے اسکی تصحیح کی۔ أفضل القری لقراء ام القریٰ میں فرماتے ہیں:

إن آباء النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم غیر الأنبیاء وأمهاته إلی آدم وحواء لیس فیهم کافر۔ لأن الکافر لایقال فی حقه أنه مختار ولا کریم ولا طاهر بل نجس۔ و قد صرحت الأحادیث بأنهم مختارون وأن الآباء کرام والأمهات طاهرات و أیضا قال تعالیٰ و تقلبک فی الساجدین۔ علی أحد التفاسیر فیه أن المراد تنقل نوره من ساجد

* (پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف)

(ماخوذ از: جامع الاحادیث للشیخ امام احمد رضا علیہ الرحمہ)

إلى ساجد و حينئذ فهذا صريح في أن أبوى النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أهل الجنة وهذا هو الحق بل في حديث صححه غير واحد من الحفاظ ولم يلتفتوا لمن طعن فيه أن الله تعالىٰ أحيا هما فامنا به ألخ. مختصرا وفيه طول.

یعنی نبی کریم ﷺ کے سلسلۂ نسب کریم میں جتنے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں وہ تو انبیاء ہی ہیں۔ ان کے سوا حضور کے جس قدر آباء کرام وامہات طاہرات آدم وحوا علیہما الصلوٰۃ والسلام تک بھی ان میں کوئی کافر نہ تھا کہ کافر کو پسندیدہ یا کریم یا پاک نہیں کہا جاتا اور حضور اقدس ﷺ کے آباء وامہات کی نسبت حدیثوں میں تصریح فرمائی کہ وہ سب پسندیدۂ الٰہی ہیں۔ آباء سب کرام ہیں۔ مائیں سب پاکیزہ ہیں اور آیت کریمہ ''وتقلبك في الساجدين'' کی بھی ایک تفسیر یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا آیا تو اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور کے والدین حضرت آمنہ وحضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اہل جنت ہیں کہ وہ تو ان بندوں میں جنہیں اللہ عزوجل نے حضور اقدس ﷺ کیلئے چنا تھا سب سے قریب تر ہیں۔ یہی قول حق ہے بلکہ ایک حدیث میں جسے متعدد حافظان حدیث نے صحیح کہا ہے اور اس میں طعن کرنے والے کی بات کو قابل التفات نہ جانا تصریح ہے کہ اللہ عزوجل نے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور اقدس ﷺ کیلئے زندہ فرمایا یہاں تک وہ ایمان لائے۔

اپنا مسلک اس باب میں یہ ہے:

ومن مذهبي حب الديار لأهلها
وللناس فيما يعشقون مذاهب

جسے یہ پسند ہو ''فبہا ونعمت'' ورنہ آخر اس سے تو کم نہ ہو کہ زبان روکے دل صاف رکھے۔ إن ذلكم كان يوذى النبي ﷺ سے ڈرے۔

امام ابن حجر مکی شرح میں فرماتے ہیں:

ما أحسن قول المتوقفين في هذه المسئلة الحذر الحذر من ذكر هما بنقص فان ذلك قد يوذيه ﷺ لخبر الطبراني لا تؤذوا الأحياء بسب الأموات.

یعنی کیا خوب فرمایا ان بعض علما نے جنہیں اس مسئلہ میں توقف تھا کہ دیکھ بچ! والدین کریمین کو کسی نقص کے ساتھ ذکر کرنے سے کہ اس سے حضور سید عالم ﷺ کو ایذا ہونے کا اندیشہ ہے کہ طبرانی کی حدیث میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

''مردوں کو برا کہہ کر زندوں کو ایذا نہ دو''

یعنی حضور تو زندۂ ابدی ہیں۔ ہمارے تمام افعال واقوال پر مطلع۔ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

''جولوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے''

عاقل کو چاہیے ایسی جگہ سخت احتیاط سے کام لے۔

(رسالہ شمول الاسلام مشمولۂ فتاوٰی رضویہ ۱۱/۱۲۳)

حوالہ جات

۹- المسند لاحمد بن حنبل، ۵/۱٦٦ ☆ المسند لابی عوانہ، ۱/۱۹

التفسیر للبغوی، ۱/۵۴۴ ☆ فتح الباری للعسقلانی، ۱۰/۲۸۳

السنۃ لابی عاصم، ۲/۴٦۴ ☆ الدر المنثور للسیوطی، ۲/۱۷۰

تلخیص الحبیر لابن حجر، ۲/۱۰۳ ☆ التمہید لابن عبدالبر، ۹/۲۴۱

التفسیر لابن کثیر، ۲/۲۸۷

تجلیات سیرت صلی اللہ علیہ وسلم

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ مزاح

ارشد میر ایڈوکیٹ

عربی زبان کا ایک مشہور مقولہ ہے ''اَلْـمِـلْـحُ فِـی الْـکَلَامِ کَـالْـمِلْحِ فِی الطَّعَامِ'' جس کا مطلب ہے کہ کلام میں مزاح کو وہی مقام حاصل ہے جو طعام میں نمک کو ہے۔

انسانی فطرت حزن و مسرت سے مرکّب ہے اور متانت کے ساتھ مسکراہٹ سے ہی حیات انسانی کا قافلہ رواں دواں ہے۔ سرور کائنات، فخر موجودات ﷺ کی پوری زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہمارے سامنے ہے کہ حضور ﷺ نے کس طرح مقصد ربانی کی تکمیل کیلئے اپنی حیاتِ گرامی کا ایک ایک لمحہ وقف کر رکھا تھا اور انتہائی دلسوزی، دردمندی اور سنجیدگی سے فلاحِ انسانی کیلئے کوشاں رہے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ حضور ﷺ نے کسی مرحلہ پر بھی تُرش روئی یا عبوست کو پسند نہیں فرمایا۔

حضور اقدس ﷺ کی ذات گرامی فطری تقاضوں کو اخلاقی معیار کے ساتھ ہم آہنگ رکھنے کے لئے وقف رہتی تھی۔ آپ نے مزاح میں بھی متانت کا پہلو ہمیشہ ملحوظ رکھا اور کبھی کھلکھلا کر یا قہقہہ لگا کر نہیں ہنستے تھے بلکہ آپ ﷺ کی ہنسی ہمیشہ تبسم تک محدود رہتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ آیا رسولِ اکرم ﷺ کبھی مزاح بھی فرماتے تھے تو آپ نے فرمایا۔ ہاں! لیکن ہر کہہ و مہ کے ساتھ نہیں بلکہ مخاطب کے محل و مقام اور استعداد کے مطابق ایسا فرماتے تھے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک روز کوئی ضعیفہ خاتون نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! دعا کیجئے میں جنت میں جاؤں، جس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔ وہ بڑی پریشان ہوئیں اور رونے لگیں جس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں بوڑھی عورتیں نہیں جائیں گی بلکہ اللہ تعالیٰ جوان کر کے داخل کرے گا۔ اس پر وہ ضعیفہ خاتون (بڑھیا) خوش ہوگئی۔

اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، راوی ہیں کہ ایک شخص نے رسولِ اکرم ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوکر درخواست کی کہ اسے کوئی سواری کا جانور عطاء فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! ہم تجھے اونٹنی کا بچہ دیں گے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں اونٹنی کے بچہ کا کیا کروں گا؟ (کیوں کہ سواری کے لئے بچہ تو کام نہیں دے گا) آپ نے فرمایا! اونٹ کو ناقہ یعنی اونٹنی ہی تو جنتی ہے۔ مزاح کا یہ لطیف پیرایہ نہ صرف زیرلب تبسم کا عکاس ہے بلکہ اس میں صداقت کا پہلو بھی پوری آب و تاب سے نمایاں ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ سے رروایت ہے کہ:

''لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ! آپ مزاح فرماتے ہیں۔
آپ نے فرمایا یقیناً مگر اس میں صرف سچی بات کہتا ہوں''

لطیف ترین اور صداقت پر مبنی مزاح کی ایک اور درخشاں مثال یوں ہے کہ ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچی۔ آپ نے اس کے شوہر کی بابت پوچھا تو اس نے نام بتایا۔ جس پر آپ نے فرمایا۔ وہی جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے! جونہی وہ عورت گھر پہنچی، اپنے شوہر کی آنکھوں کو غور سے دیکھنے لگی۔ اس کے خاوند نے کہا، تجھے کیا ہوگیا ہے؟ عورت نے جواب دیا؛ رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا، میں نے بتایا تو فرمایا وہی جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا ''کیا میری آنکھوں میں سفیدی سیاہی سے زیادہ نہیں ہے؟''۔

حضور اکرم ﷺ کی شگفتہ مزاجی کی ایک اور مثال، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ زاہر نامی ایک دیہاتی اکثر آپ کے لئے گاؤں کے چیزیں تحفہ کے طور پر لایا کرتا تھا۔ آپ کو بھی اس سے بے حد انس تھا اور آپ بھی اسے شہر کی کوئی نہ کوئی سوغات ضرور عنایت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ''زاہر ہمارا جنگل ہے اور ہم اس کے شہر ہیں''۔ زاہر کی شکل وصورت بھی اچھی نہ تھی۔ ایک دن وہ اپنے سودا بیچ رہا تھا کہ حضور ﷺ پیچھے سے آئے اور بے خبری سے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔ اس نے کہا کون؟ ہے مجھے چھوڑ دے مگر جب مڑ کر دیکھا تو رسولِ خدا تھے جس پر وہ اپنی کمر حضور ﷺ کے سینۂ مبارکہ سے ملنے لگا۔ آپ نے فرمایا! یہ غلام کون خریدتا ہے؟ زاہر کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے کھوٹا سکہ پائیں گے آپ نے فرمایا مگر اللہ کے نزدیک تو تو بہت قیمتی ہے۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام کے لئے شائستہ مزاح پیدا کرنا تبلیغی اور دینی ضرورت بھی تھی کہ حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی اگر ایسا نہ کرتی تو ان کے قدرتی رعب و جلال کی بناء پر حاضرین کا ان کے قریب میں رہنا بھی مشکل ہوجاتا۔ مزید برآں سنت نبوی کی پیروی کرتے ہوئے آنے والے اکابر عمداً مزاح سے اجتناب کرتے۔ یہی سبب ہے کہ حضور ﷺ بعض اوقات صحابہ کرام کو مزاحاً ان کے حسب حال القابات سے بھی نوازتے رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم نے ایک روز تفنن کے طور پر فرمایا دیا ''یـا ذالاذنیـن'' یعنی اے دو کانوں والے بادی النظر میں کان تو ہر شخص کے دو ہی ہوتے ہیں۔ انہیں جو خصوصیت سے یہ لقب عطا کیا تو ان کے کان بڑے ہوں گے۔ بصورت دیگر ان کی قوتِ سامع کافی تیز ہوگی۔ اس طرح حضرت ابو ہریرہ کو یہ لقب (یعنی بلّی کا باپ) اس لئے دیا کہ عرب میں ہریرہ بلّی کو کہتے ہیں اور آپ نے ایک بلّی پالی ہوئی تھی۔ اسی طرح حضرت علی کو ابوتراب (مٹی کے باپ کا لقب) اس بنا پر مرحمت ہوا کہ ایک دن خاک پر سوتے میں ان کے رخساروں پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ نیز انہوں نے حضرت انس کے چھوٹے بھائی کی کنیت بھی رکھی اور اسے ابوعمیر کہہ کر پکارا۔ ابوعمیر کے پاس نغیر نامی پرندہ تھا جس سے وہ کھیلا کرتے تھے۔ اتفاق سے وہ پرندہ مرگیا جس سے وہ تھے بہت رنجیدہ، یہ دیکھتے ہوئے آپ نے ان سے مزاحاً کہا! اے عمیر کیا ہوا نغیر؟

(جاری ہے)

(ماخوذ از: سیدنا محمد عربی نمبر ﷺ، مطبوعہ برکاتی پبلشرز، کراچی ۱۹۸۷ء، ص ۱۶۸)

معارف القلوب

گزشتہ سے پیوستہ

آداب دعا اور اسباب اجابت

مصنف: رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن

شارح: امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

محشی: مولانا عبدالمصطفیٰ رضا عطاری

ادب ۲۲: اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور اس کی کتابوں خصوصاً قرآن اور ملائکہ و انبیائے کرام بالخصوص حضور سید الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور اس کے اولیاء و اصفیاء بالتخصیص حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے توسل اور انہیں اپنے انجاحِ حاجات کا ذریعہ کرے (۳۵)۔ کہ محبوبانِ خدا کے وسیلے سے دعا قبول ہوتی ہے۔

قول رضا: قال اللہ تعالیٰ! وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ،

''اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں''

صحیح حدیث میں نبی ﷺ نے تعلیم فرمایا کہ یوں دعا کی جائے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ۔(۳۶)

''الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے جو مہربانی کے نبی ہیں۔ یا رسول اللہ! میں نے حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کی اپنی اس حاجت میں کہ میرے لئے پوری ہو''۔

صحیح بخاری میں ہے، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی:

انا نتوسل الیک بعم نبینا ﷺ فاسقنا

''الٰہی! ہم تیری طرف توسل کرتے ہیں، اپنے نبی ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ سے کہ بارانِ رحمت بھیج''۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

من استغاث بی فی کربة کشفت عنه ومن نادی باسمی فی شدة فوجت عنه ومن توسل بی فی حاجة قضیت له:

''جو کسی تکلیف میں مجھ سے مدد مانگے وہ تکلیف دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے وہ سختی دفع ہو اور جو کسی حاجت میں مجھے وسیلہ کرے، وہ حاجت روا ہو''۔

اور فرماتے ہیں:

اذا سألتم الله فاسئلوا بی

''جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو میرے وسیلے سے مانگو، تمہاری مراد پوری ہوگی''۔

یہ مضامین باسانید صحیحہ (۳۷)۔ اس جناب سے ائمہ دین و

(ماخوذاز: اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِاٰدَابِ الدُّعَاءِ مع شرح ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنِ الْوِعَاءِ)

اکابرِ معتمدین نے روایت فرمائے۔ ﴾

ادب۲۳: اپنی عمر میں جو نیک عمل خالصاً لوجہ اللہ ہوا ہو، اس سے توسل کرے، کہ جالبِ رحمت ہے۔ (۳۸)

﴿ قولِ رضا: قصۂ اصحاب الرقیم اس پر دلیلِ کافی (۳۹) ﴾

ادب۲۴: بہ کمالِ ادب ہاتھ آسمان (۳☆) کی طرف اٹھا کر سینے یا شانوں یا چہرے کے مقابل لائے یا پورے اٹھائے۔ یہاں تک کہ بغل کی سپیدی ظاہر ہو۔ یہ ابتہال ہے۔ (۴۰)

ادب۲۵: ہتھیلیاں پھیلی رکھے۔

﴿ قولِ رضا: یعنی ان میں خم نہ ہو، کہ آسمان قبلۂ دعا ہے، ساری کفِ دست (۴۱) مواجۂ آسمان رہے۔ ﴾

حوالا جات

(۳۵) یعنی حاجات کے پورا ہونے کا ذریعہ کرے۔

(۳۶) حدیث پاک میں 'یا محمد ﷺ' ہے۔ مگر اس کی جگہ 'یا رسول اللہ' کہنا چاہیے کہ صحیح مذہب میں حضور اقدس ﷺ کو نام لے کر ندا کرنا ناجائز ہے۔ علماء فرماتے ہیں، اگر روایت میں وارد ہو جب بھی تبدیل کرلیں۔ یہ مسئلہ مجددِ اعظم امام احمد رضا کے رسالے تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین میں مفصل مشرح مذکور ہے۔

(۳۷) یعنی صحیح سندوں سے

(۳☆) بعض احادیث سے مستفاد کہ طلبِ نعمت کی دعا ہو تو کفِ دست (ہتھیلی) سوئے آسمان کرے اور ردِّ بلا کی، تو پشت دست۔ مگر ابو داؤد وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ پشتِ دست سے دعا نہ کرو اور بعض اوقات صرف انگشتِ شہادت سے اشارہ بھی آیا اور امام محمد بن حنیفہ سے منقول کہ دعا چار قسم ہے۔

اول: دعائے رغبت: اس میں بطنِ کف (ہتھیلی کا پیٹ) جانب آسمان ہو۔

دوم: دعائے رہبت: اس میں پشتِ دست اپنے چہرے کی طرف ہو

سوم: دعائے تضرع: اس میں خنصر و بنصر (چھنگلیاں اور اس کے برابر والی انگلی) بند اور وسطیٰ و ابہام (درمیانی انگلی اور انگوٹھا) کا حلقہ کر کے مسبحہ (شہادت کی انگلی) سے اشارہ کرے۔

چہارم: دعائے خفیہ: کہ بندہ صرف دل سے عرض کرے، زبان نہ ہلائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔۱۲ منہ قدس سرہ

(۳۸) یعنی رحمت کو جوش میں لانے والی

(۳۹) اصحاب کہف ہی کو اصحاب الرقیم بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا واقعہ خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان میں سورۃ الکھف کی آیت ۹/ کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

(۴۰) گریہ و زاری کا اظہار ہے۔

(۴۱) یعنی انگلیوں سمیت پوری ہتھیلی سوئے آسمان رہے۔

☆☆☆

رجب المرجب کی بہاریں " لَیۡلَۃُ الرَّغَائِبُ " (مقاصد کی رات)

فرشتے رجب المرجب کی پہلی شب جمعہ کو 'لیلۃ الرغائب' کہتے ہیں جب اس شب کی اول تہائی گزر جاتی ہے تو تمام آسمان اور زمینوں میں کوئی فرشتہ نہیں جو کعبہ یا اطرافِ کعبہ میں جمع نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام ملائکہ کو اپنے دیدار سے نوازتا ہے اور فرماتا ہے! "مجھ سے مانگو جو چاہو" ۔فرشتے عرض کرتے ہیں: اے رب! تو رجب کے روزے داروں کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! "میں نے انہیں بخش دیا"۔ رجب میں ایک روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر اور ۲۷/ تاریخ کا روزہ ساٹھ ماہ کے روزوں کے برابر ثواب کا خزانہ ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، غنیۃ الطالبین)

اسلام اور سائنس

سائنسی ایجادات اور عقائد اہلسنت کی حقانیت

ملک غلام مصطفی

رسول اللہ ﷺ کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر آج تک مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ:

(۱) اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اور اللہ تعالیٰ نے کائنات میں سب سے بڑھ کر علوم و معارف اپنے رسول معظم ﷺ کو عطا فرمائے ہیں علم چاہے سائنسی ہو یا جغرافیائی، معاشی ہو یا معاشرتی، مذہبی ہو یا سیاسی حتیٰ کہ علم زمینی ہو یا آسمانی ان میں آپ ﷺ سے بڑھ کر کائنات میں کوئی مخلوق نہیں ہوسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ تقریباً تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء نے صراحۃً لکھا ہے کہ:

''جو آدمی کسی بھی شخص یا مخلوق کا علم حضور ﷺ سے زیادہ سمجھے یا ثابت کرے وہ مطلقاً کافر ہے''

(۲) اسی طرح کائنات کا مختار حقیقی و ابدی اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد بعطائے الٰہی کائنات میں سب سے بڑھ کر جو ذات اختیار رکھتی ہے وہ ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہے۔

(۳) اسی طرح کسی بھی کمال و صلاحیت میں کوئی بھی مخلوق صلاحیت و کمالات مصطفیٰ ﷺ کا مقابلہ نہیں کرسکتی چہ جائیکہ بڑھ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی جس قوم کی طرف مبعوث ہوتا ہے اس قوم کے تمام تر کمالات، کمالات نبوت کے سامنے ہیچ ہوتے ہیں۔ کیونکہ اپنی پوری امت کے جملہ کمالات سے اعلیٰ وارفع کمالات ہی دلیل نبوت اور نبی کی ذات کے برتر ہونے کا ثبوت ہوتے ہیں۔

بقول قرآن مجید چونکہ ہمارے نبی ﷺ قیامت تک کے تمام لوگوں کی طرف رسول بن کر آئے ہیں تو عقل بھی چاہتی ہے کہ نبی ﷺ کے کمالات و عجائبات قیامت تک ہر ہر فرد سے زیادہ اور اعلیٰ ہوں۔ لہٰذا قیامت تک کا کوئی انسان کسی بھی کمال میں آپ ﷺ سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا۔

یہ تھے چند مسلم عقائد نظریات:

اب ہم دیکھتے ہیں کہ ان عقائد و نظریات پر حقیقی ایمان و ایقان کس کا ہے اور کون ان چیزوں کو زبانی مانتے ہوئے دلی طور پر ان سے منکر ہے۔ چند سائنسی ایجادات کے حوالے سے ان عقائد کو پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

علم نبوت اور انٹرنیٹ:

دورِ حاضر میں انٹرنیٹ ایک ایسی ایجاد ہے جس نے ساری دنیا کو گلوبل ولیج بنا کر رکھ دیا ہے۔ یہ ایک سائنسدان کی ایجاد

(بشکریہ: ماہنامہ اہلسنت، گجرات، اگست ۲۰۰۳ء)

ہے جس نے اس آلہ کے ذریعے پوری دنیا کی معلومات کو اپنے کنٹرول میں کرلیا ہے۔یعنی وہ گھر بیٹھے اس مشین کے ذریعے بتا سکتا ہے کہ برطانیہ کے کتنے جہاز اس وقت محو پرواز ہیں اور کتنے لینڈ کر چکے ہیں۔وہ گھر بیٹھے امریکہ کی اسٹاک مارکیٹ میں کسی بھی کمپنی کا ریٹ دریافت کرسکتا ہے۔وہ گھر بیٹھے فرانس میں ہونے والے کسی بھی جرم کی رفتار اور تناسب معلوم کرسکتا ہے۔اگر وہ گھر بیٹھے دنیا بھر میں ہونے والی قرآن مجید پر ریسرچ کو حاصل کرنا چاہے تو یہ اسے بتفصیل مل سکتی ہے اور دنیا بھر میں سے کسی بھی اہم شخصیت کی زندگی کے بارے میں اہم معلومات اسے گھر بیٹھے مہیا ہوسکتی ہیں۔الغرض دنیا بھر کی معلومات کو اپنے کنٹرول میں کرلینا یہ ایک غیر نبی سائنسدان کا کمال ہے۔نہ صرف یہ کہ اس نے خود اس سے استفادہ کیا بلکہ اس کمال میں اس نے پوری دنیا کے لوگوں کو بھی حصہ دار بنالیا ہے۔جو چاہے جس وقت چاہے اس آلہ سے کام لیکر دنیا بھر میں معلومات کا خزانہ اکٹھا کرلے۔

لیکن!!! کیا ہم نبی کریم ﷺ کے لئے بھی ایسا علم اور علم کے حصول پر ایسا کنٹرول تسلیم کرتے ہیں کہ آپ ﷺ بھی جب چاہیں کسی بھی قسم کی معلومات کو حاصل کرلیں-؟؟؟

ہاں بحمدللہ تعالیٰ!!! اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ انٹرنیٹ کی فراہم کردہ، اس کے موجد کی حاصل کردہ تمام معلومات سے کہیں بڑھ کر معلومات و حقائق و معارف کے جاننے والے ہیں، آپ جس طرف توجہ فرمادیں ادراک و معلومات کے دفتر کھل جاتے ہیں۔سب سے بڑھ کر یہ کہ انٹرنیٹ صرف محدود زمینی معلومات فراہم کرتا ہے جبکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ تو زمین پر بیٹھ کر زمین و آسمان، جنت و دوزخ اور قبر و حشر کے تمام حالات نہ صرف جانتے ہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے ان میں سے بہت سے بتفصیل بیان کرتے ہیں اور ان معلومات تک رسائی نہ انٹرنیٹ کی ہے، نہ اس کے موجد کی اور نہ ہی کسی اور مخلوق کی۔

لیکن کیا کیا جائے ان لوگوں کا جو حضور ﷺ کیلئے دیوار کے پیچھے کا علم بھی ماننے کیلئے تیار نہیں۔اب فیصلہ کرنا ہوگا ان لوگوں کو کہ علم نبی ﷺ کا زیادہ ہے یا انٹرنیٹ کے موجود اور خریدار کا۔ انٹرنیٹ کے موجد یا خریدار کو اگر کسی قسم کی معلومات درکار ہوں وہ تو چار انگلیاں مارے اور فوراً بتفصیل علم حاصل کرلے اور پیارے نبی ﷺ کو اگر کچھ معلومات درکار ہوں تو آپ پریشان و مضطرب رہیں اور بے بسی کی تصویر بنے رہیں (نعوذ باللہ)۔کیا اللہ تعالیٰ کے بعد کائنات کا سب سے اعلم و برتر ہستی کا یہی مقام ہے-؟؟؟

"فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ"

تو جناب ایک کافر کو اپنے نبی ﷺ سے علم، قدرت اور کمال میں بڑھانے سے بہتر ہے کہ عقائد اہلسنت اپنالیں اور حضور ﷺ کو بعطائے الٰہی کائنات کے ذرے ذرے کا جاننے والا مان جائیں۔ (جاری ہے)

☆☆☆

معارف اسلاف

گزشتہ سے پیوستہ

ابراھیم دھان مکی کا خاندان
اور
فاضل بریلوی

محمد بہاءالدین شاہ*

امام تاج الدین دھان رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے جو اکابر علماء میں شمار ہوئے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱) عارف باللہ فقیہ حنفی، صاحب تصانیف علامہ سید امین میر غنی مکی رحمۃ اللہ علیہ (۲۴)

(۲) مدرس مسجد حرام استاذ العلماء شیخ عبدالرحمٰن فتنی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (۲۵)

(۳) عارف کامل محدث فقیہ نوّے سے زائد کتب کے مصنف شیخ محمد عقیلہ مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (۲۶)

حضرت شیخ تاج الدین دھان رحمۃ اللہ علیہ کے سنین ولادت و وفات کہیں درج نہیں تاہم آپ نے طویل عمر پا کر ۱۱۶۰ھ/ ۱۷۴۷ء کے بعد وفات پائی۔ (۲۷)

امام الأمۃ محدث اعظم مراکش پیر طریقت علامہ سید محمد عبدالحئی کتانی رحمۃ اللہ علیہ (۲۸) نے فہرس الفھارس میں پانچ مقامات پر امام تاج الدین دھان کا ذکر کیا۔ مؤرخ حجاز و استاذ العلماء شیخ احمد حضراوی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۲۹) نے ''تاج تواریخ البشر'' میں (۳۰) اور شیخ الخطباء و الائمۃ مسجد الحرام و قاضی مکہ مکرمہ شیخ عبداللہ ابو الخیر مرداد شہید مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (۳۱) نے ''نشر النور'' میں آپ کے مفصل حالات درج کیئے اور یہی اس موضوع پر بنیادی ماخذ ہیں (۳۲)

امام تاج الدین دھان رحمۃ اللہ علیہ کے یہ تینوں سوانح نگار، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں۔

حوالہ جات

(۲۴) علامہ سید امین میر غنی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۱۶۱ھ/ ۱۷۴۸ء) نے امام تاج الدین دھان کے علاوہ شیخ عبداللہ بصری اور شیخ تاج الدین قلعی کی شاگردی اختیار کی۔ آپ کی تصنیفات میں حاشیۃ علی شرح الزیلعی علی الکنز، حاشیۃ علی الدر المختار وغیرہ کتب ہیں۔ آپ نے طلاق معلق کے مسئلہ پر مفتی شیخ عبدالرحمٰن مرشدی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۳۷ھ) کے ایک فتویٰ کے تعاقب میں ''القول الاحری فی وقوع الطلاق المعلق علی نفقۃ العدۃ بالابراء'' لکھی مخطوط مکتبہ حرم مکی، جسے علماء مکہ نے سراہا۔ علامہ سید امین میر غنی کے شاگردوں میں در مختار کے محشی شیخ ابو علی جمال الدین محمد قاضی انصاری مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے علم و فضل میں نام پایا۔ (مختصر نشر النور، ص ۱۳۵/ ۱۳۶، ۴۰۵ نظم الدرر، ص ۷۷-۷۸، ۱۰۵، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۴۸۳)

صوفیاء کا سلسلہ ''میرغنیہ'' انہی علامہ سید امین میر غنی کے بھتیجا عارف باللہ علامہ سید عبداللہ محجوب مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۹۳ھ) سے جاری ہوا۔

(۲۵) ولی کامل شیخ عبدالرحمٰن بن حسن فتنی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۶۲ھ/ ۱۷۴۹ء) کے دیگر اساتذہ میں شیخ تاج الدین قلعی، محدث کبیر علامہ شیخ عید بن علی مصری نمرسی مکی مدنی شافعی (م ۱۱۴۰ھ) اہم

*(ناظم: بہاءالدین ذکریا لائبریری، چکوال)

ہیں۔ شیخ عبدالرحمٰن فتنی مسجد حرام میں مدرس تھے اور آپ کے لاتعداد شاگرد اکابر علماء مکہ شمار ہوئے جن میں سے چند کے اسماء گرامی یہ ہیں:

......فقیہ حنفی شیخ طاہر سنبل (م ۱۲۱۸ھ)
......شیخ محمد عباس سنبل حنفی (م ۱۲۲۸ھ)
......شیخ محمد سنبل حنفی (م ۱۲۱۶ھ)
......شیخ الاسلام عبدالملک قلعی حنفی (م ۱۲۰۵ھ)
......مسجد حرام کے امام وخطیب شیخ محمد مرداد حنفی (م ۱۲۰۵ھ)
......مدرس مسجد حرام شیخ عبدالرحمٰن جستنیہ فتنی حنفی (م ۱۲۱۰ھ)
......شیخ عبدالرحمٰن دیار بکری حنفی (م ۱۲۱۹ھ)،
......علامہ سید محمد بن علوی تیونسی مکی حنفی (م تقریباً ۱۲۱۰ھ)

رحمہم اللہ تعالیٰ۔ (مختصر نشر النور، ص ۲۴۹ ودیگر صفحات)

(۲۶) عارف باللہ ومحدث جلیل شیخ محمد عقلیہ مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۵۰ھ/ ۱۷۳۷ء) کی تصنیفات میں سے چند کے نام یہ ہیں:
المنطق الفهوانی والمشهد الروحانی فی المعاد الانسانی، طبع مصر ۱۳۲۸ھ
عقد الجواهر فی سلاسل الاکابر مخطوط دار الکتب المصریہ قاہرہ،
رفع الذکر فی فضل الذکر مخطوط مکتبہ حرم مکی،
عروس الامزاح فی شرح معنی حدیث الارواح، مخطوط مکتبہ حرم مکی
نسخۃ الوجود فی الاخبار عن حال الوجود، مخطوط مکتبہ مکہ مکرمہ،
هدایۃ الاخلاق الی الصوفیۃ فی سائر الآفاق، مولد شریف نبوی،
قاہرہ کے مذکورہ کتب خانہ میں آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی سند اجازت کا مخطوط محفوظ ہے۔ شیخ ابن عقیلہ نے شام، ترکی، عراق کے سفر کیئے جہاں خلق کثیر آپ سے فیض یاب ہوئی۔ آپ نے مکہ مکرمہ کے محلہ معابدہ میں واقع اپنی خانقاہ میں وفات پائی اور اسی میں آخری آرام گاہ بنی۔ (فہرست المخطوطات دار الکتب المصریۃ فواد سید وغیرہ، مطبع دار الکتب المصریہ قاہرہ، طبع ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء حدیث، ج ۱ ص ۹۴، ۲۵۹، الاعلام، ج ۶ ص ۱۳، فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، ص ۴۸۰، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۹۵-۹۶، مختصر نشر النور، ص ۴۶۲-۴۶۳، نظم الدرر ص ۱۰۰-۱۰۱)

(۲۷) التاریخ والمؤرخون بمکۃ، ص ۳۹۷، فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، ص ۱۱۷۔

(۲۸) علامہ سید عبدالحئی کتانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ان کے فرزند جلیل علامہ سید عبدالاحد کتانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۵ھ) نے قلمبند کیئے جو فہرس الفہارس کے ابتدائی ۴۴ صفحات پر مطبوع ہیں، نیز دیکھیں: الدلیل المشیر الی فلک اسانید الاتصال بالحبیب البشیر ﷺ، جسٹس مکہ علامہ سید ابوبکر حبشی شافعی (م ۱۳۷۴ھ)، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء مکتبہ مکیہ مکہ مکرمہ، ص ۱۴۸-۱۷۵، معجم المطبوعات العربیۃ، علامہ سید ادریس حسینی فاسی (م ۱۳۹۱ھ) مطابع سلا مراکش، طبع ۱۹۸۸ء، ص ۳۰۱-۳۰۳، الملفوظ، مولانا احمد رضا خان بریلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ج ۲ ص ۱۲۹، الاجازات المتینۃ، ص ۱۹، الاعلام، ج ۶، ص ۱۸۷، امداد الفتاح، ص ۳۴۴، تشنیف الاسماع، ص ۲۷۸-۲۸۴۔

(۲۹) علامہ شیخ احمد حضراوی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۷ھ) کے حالات سالنامہ معارف رضا کراچی، شمارہ ۱۹۹۹ء، ص ۲۰۳-۲۱۵ پر درج ہیں۔

(۳۰) تاج تواریخ البشر، تین جلدوں پر مشتمل ہے اور ابھی تک شائع نہیں ہوئی۔ مکتبہ مکہ مکرمہ میں اس کے بعض اجزاء بخط مصنف ۱۲۲/ تاریخ، ۱۲۳/ تاریخ موجود ہیں۔ (فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، ص ۴۶۰)

(۳۱) شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان ڈیڑھ صدی تک مسجد حرام میں ''شیخ الخطباء والائمۃ'' کے اعلیٰ منصب پر فائز رہا شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد اس منصب پر خدمات انجام دینے والے اس خاندان کے آخری مرد تھے۔ آپ نے ۱۳۴۳ھ میں سعودی انقلاب کے دوران جنگ طائف میں شہادت پائی۔ صاحب نشر الدرر نے آپ کے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کا ذکر کیا ہے۔ (نشر الدرر، ص ۴۳)

(۳۲) التاریخ المؤرخون بمکۃ، ص ۳۹۷

(جاری ہے)

☆☆☆

پروانۂ اعلیٰ حضرت

مُصلحِ اَہلسُنّت

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری*

حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کوئی ڈھکی چھپی نہیں آپ ۱۳۳۶ء ہجری حیدرآباد دکن کے ایک قصبہ قندھار شریف میں پیدا ہوئے جس زمانہ میں حیدرآباد دکن ایک ریاست کی صورت میں تھا، یہ صوبہ اورنگ آباد کہلاتا تھا۔ صرف ۱۴/ برس کی عمر میں (۱۳۵۰ھ) حضرت قبلہ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید فرقان حمید حفظ کرلیا۔ کچھ عرصے تک اپنے علاقے کے مدرسہ میں تعلیم پائی اور تقریباً ۱۳۵۴ء میں حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مبارکپور اعظم گڑھ جامعہ اشرفیہ میں روانہ فرمایا اور یہ وہ دور تھا کہ حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ اپنے والدین ماجدین کے ایک ہی فرزند تھے اس لئے ان کا مبارکپور بھیجنا ایک مسئلہ بن گیا بہرحال حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نے آپ کو مبارکپور بھیجا، مبارکپور بھیجنے کے بعد والدہ ماجدہ کی طبیعت بہت زیادہ علیل ہوگئی تو حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن واپس آئے، تمام اعزہ واقرباء آپ کی والدہ ماجدہ کے صحت یاب ہونے سے مایوس ہو چکے تھے اس کے باوجود آپ کے والد ماجد نے فرمایا کہ یہ سارے کام ثانوی حیثیت رکھتے ہیں پہلے تمہیں علم حاصل کرنا چاہیے۔ حضرت قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ ماجدہ (ظاہری قرائن کے مطابق) سکرات کی حالت میں چھوڑ کر پھر مبارکپور چلے گئے۔ استاد محترم نے شفقت سے فرمایا علم سیکھو ان شاء اللہ اسی کی برکت سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ حضرت قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ والدہ ماجدہ کی فکر میں ڈوبے ہوئے تھے کہ اسی اثناء میں خط آیا کہ اب والدہ ماجدہ کی طبیعت بالکل سنبھل گئی ہے۔

حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ مبارکپور میں ابھی دورحدیث کے اوائل ہی میں تھے کہ گاندھی کے ایماء پر تحریک سول نافرمانی چلائی گئی جس میں ریلوے لائنیں اکھاڑ دیں گئیں ایک ہنگامۂ محشر برپا ہوا اسی دوران آپ حیدرآباد دکن تشریف لے آئے۔ مبارک پور کے مخدوش حالات میں حضرت حافظ ملت عبدالعزیز صاحب مبارکپور رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں ٹھہرنے کی اجازت نہ دی تو آپ ناگپور تشریف لے آئے، اسی اثناء میں قاری

*(امیر جماعت اہلسنت پاکستان، کراچی) (بشکریہ: ماہنامہ مصلح الدین کراچی، اگست ۲۰۰۳ء)

صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح ہوا اور پھر استادِ محترم نے خط لکھا کہ دورۂ حدیث اب یہاں مکمل ہوگا تمہارے جتنے ساتھی ہیں وہ بھی آ گئے ہیں اور تم بھی چلے آؤ پھر اپنے وطن سے حضرت قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ناگپور تشریف لے آئے اور دورۂ حدیث اپنے استادِ محترم سے مکمل فرمایا:

''حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے تمام کتب پڑھانے کے بعد حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہم سبق حضرت علامہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کو لے گئے اور دونوں کو صدر الشریعہ کی خدمت میں پیش کیا اور کہا حضور انہوں نے کتابوں سے فراغت حاصل کرلی ہے میں سوچتا ہوں کہ اب انہیں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرادیا جائے''۔

ایک مرتبہ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے محفل میں ایک نعت پڑھی ۔حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت شریف حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ رحمۃ اللہ علیہ کے قلب وجگر پر ایسی گہرا اثر کی گئی کہ انہوں نے اس فرزند کی پیشانی کی چمک کو دیکھ لیا کہ آئندہ چل کر انشاءاللہ یہ میرا صحیح جانشین ثابت ہوگا اور اس کے بعد صبح اٹھنے کے بعد کہا کہ مصلح الدین میں کئی دنوں سے سوچ رہا تھا مگر کوئی کام وقت سے پہلے نہیں ہوتا۔آج اس کا وقت آ گیا ہے۔آپ نے عرض کی وہ کیا وقت ہے؟ فرمایا وقت وہ ہے کہ میں تمہیں سند خلافت سے نوازنا چاہتا ہوں حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور عرض کی حضور کہاں مصلح الدین آپ کا خادم اور کہاں آپ کی سند خلافت، اللہ اکبر! صدر الشریعہ بد

جو جملے ارشاد فرمائے وہ آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہیں فرمایا بیٹا قاری مصلح الدین یہ مت سمجھنا کہ یہ کام تم اور ہم چلاتے ہیں، قسم خدا کی یہ تم لے لو مگر یہ جس کا کام ہے وہ خود سنبھالے گا۔ یہ واقعہ ۱۹۴۶ء کا ہے اس وقت قبلہ قاری صاحب علیہ الرحمہ کی عمر تقریباً ۲۹ رسال تھی۔آپ کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام علامہ مفتی حامد رضا خاں اور بعد میں حضور مفتیٔ اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان نوری علیہما الرحمہ نے ۱۳۷۶ھ میں اپنی خلافت سے سرفراز کیا، نیز ضیاء الامت حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کی طرف سے بھی حضرت قبلہ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ، رضویہ سلسلہ سنوسیہ، سلسلہ شاذلیہ، سلسلہ منوریہ، سلسلہ معمریہ اور سلسلہ اشرفیہ کی خلافت واجازت سے نوازا گیا اور دیکھنے والی آنکھوں نے دیکھا اور آپ نے بھی دیکھا کہ پاکستان بننے کے بعد حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح جانشیں ثابت ہوئے اور ادب و احترام اپنے اسلاف کا ایسا کہ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد لائلپوری رحمۃ اللہ علیہ جب تک حیات تھے آپ نے کبھی کسی کو مرید نہیں کیا جتنے لوگ ان کے حلقے سے وابستہ ہونے کی متمنی تھے، فرماتے کہ ٹھہر جاؤ حضرت محدث صاحب جب تشریف لائیں گے تو ان کے دامن سے وابستہ کیا جائے گا۔

اللہ عزوجل کے نیک بندے جب سفر آخرت کرتے ہیں تو علامتیں پہلے ہی ظاہر ہو جاتی ہیں۔ وصال سے ایک دن قبل ''روح اور موت'' کے عنوان پر تقریر فرمائی۔رات گزری، دوسرا دن آیا ظہر کی امامت کر کے دولت خانے میں گئے تاکہ ''فاتح غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی محفل'' میں شرکت کی تیاری کریں۔ اچانک دل کا دورہ ہوا، فوری علاج کے لیئے شفا خانے لیکر چلے مگر شافیٔ حقیقی نے وہاں پہنچنے

سے قبل ہی اپنے قربِ خاص میں بلا لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(بروز چہارشنبہ بوقت ساڑھے چار بجے دن، ۱۷۔ جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ، ۲۳ر مارچ ۱۹۸۳ء)

دوسرے روز ساڑھے دس بجے دن، تقریباً ۳۰،۰۰۰ر افراد نے حضرت علامہ اختر رضا خان قادری بریلوی دامت فیوضہم العالیہ کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی۔ حکومتِ پاکستان نے آپ کے اعزاز میں کھوڑی گارڈن کا نام بدل کر مصلح الدین گارڈن رکھ دیا۔ اس خوبصورت باغ میں آپ کے روضے کا گنبد، بریلی شریف کے رضوی گنبد کی یاد دلاتا ہے۔ جو اہلِ علم ووفا کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے۔

جناب راغب مرادآبادی نے تاریخ وفات یوں لکھی:

خوشا مصلح تھے قاری مصلح الدین
ہوئے دنیا سے رخصت سن کے یٰسین

یہ تاریخ وفات ان کی ہے راغب
تھے جانِ عصر قاری مصلح الدین
۳ ۰ ھ ۴ ۱

دعا ہے کہ اے مالک بحروبر، اے خالق شمس وقمر، مولیٰ جب تک تیرے ستاروں کی انجمن برقرار رہے، مولیٰ نسیم سحر کے جھونکے چمنستان عالم کو جب تک معطر کرتے رہیں مولیٰ جب تک یہ چانداور سورج اپنی آب وتاب کے ساتھ چمکتے اور دمکتے رہیں حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پُر انوار پر رحمت ورضوان کی بارش فرما۔ صدرالشریعہ بدرالطریقہ، کے مزار پر انوار پر رحمت ورضوان کی بارش فرما، قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی ہر دل عزیز شخصیت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کے دامن سے وابستہ ہوکر ہم نے دامن مصطفیٰ ﷺ پالیا۔ مولیٰ اُن کے مزار پر انوار پر بھی رحمت و رضوان کی بارش فرما۔ (آمین) بجاہِ سیدالمرسلین ﷺ

رجب کی بہاریں، بیج بونے کا مہینہ

رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے، رجب توبہ کا مہینہ ہے، شعبان محبت کا، رمضان قرب الٰہی کا مہینہ ہے، رجب عزت کا، شعبان خدمت کا اور رمضان نعمت الٰہی کا مہینہ ہے۔ رجب ایسا مہینہ جس میں اللہ رب العزت نیکیوں کا ثواب دگنا کرتا ہے۔ رجب کھیتی بونے کا مہینہ، شعبان کھیت کو سیراب کرنے کا اور رمضان کھیتی کاٹنے کا مہینہ ہے۔ ہر شخص وہی کاٹے گا جو اس نے بویا ہے اور جس نے کھیتی بوئی نہ ہوگی وہ کاٹتے وقت شرمسار ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا آپ دعا فرماتے الٰہی ہمارے رجب اور شعبان میں برکت دے اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔ (غنیۃ الطالبین)

اے رب کریم بطفیل محبوب رؤف الرحیم عزوجل و ﷺ یہ دعائے محبوب معارفِ رضا کے قارئین بلکہ تمام امت مسلمہ کے حق میں بحق محبوب ﷺ قبول فرما۔ (آمین)

آپ کا معارف

ختم نبوت قرآن عظیم کی روشنی میں

ترتیب وپیشکش: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

عقیدہ ختم نبوت کو سمجھنے کے لئے پہلے قران مجید کے چند آیات کا مطالعہ ضروری ہے:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًاo (الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔ ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

خاتم النبیین کا جو معنیٰ بیان کیا گیا ہے اس معنی پر اجماع امت کے علاوہ لغت کی شہادت بھی قائم ہے۔ الصحاح کے مصنف علامہ حماد اسمٰعیل الجوہری (م-۳۹۳ھ) اور لسان العرب کے مؤلف علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری (م ۷۱۱ھ) وغیرہ اہل لغت نے یہی معنی بیان فرمائے۔

التھذیب کے حوالہ سے لسان العرب نے یوں لکھا:

والخاتم والخاتم من اسماء النبی ﷺ وفی التنذیل العزیز ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ای آخر ھم ومن اسمائہ العاقب ایضاً معناہ آخر الانبیاء

''خاتم اور خاتِم حضور نبی اکرم ﷺ کے اسماءِ گرامیمیں سے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کے بارے میں ارشاد ہوا! ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین یعنی سب نبیوں سے پچھلا اور حضور کے اسماءِ گرامی میں العاقب بھی ہے اس کا معنی بھی آخر الانبیاء ہے۔

اس معنی کی تائید قرآن مجید کی اک اور آیت میں ہے:

خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ط (سورۃ مطففین-۲۶)

ای اخرہ وعاقبۃ مسک، یختم لھم فی اخر مشرابھم بریع المسک (ابن جریر طبری)

''اہل جنت کو جو مشروب پلایا جائے گا اس کے آخر میں انہیں کستوری کی خوشبو آئے گی''

اہل لغت نے خاتم کا معنی مہر یا مہر لگانے والا بھی کیا ہے۔ اس مہر یا مہر لگانے والے سے مراد کسی منصب دار یا ڈاک خانہ کی مہر نہیں کہ کسی درخواست پر لگائی یا لفافہ اور کارڈ پر لگائی اور مناسب کاروائی کے لئے آگے بھیج دی۔ اس مہر سے مراد وہ مہر ہے جس سے کسی شے کو ختم یا بند کیا جاتا ہے۔

لسان العرب میں ہے:

ختمہ یختمہ ختما و ختاماً، طبعہ فھو مختوم ومختم شددللمبالغۃ

''ختم کا معنی مہر لگانا ہے اور جس پر مہر لگا دیجائے اس کو

*(ترتیب وپیشکش: ادارہ)

مختوم اور مبالغہ کے طور پر مختتم کہتے ہیں''

زمانہ سلف میں خلفاء امراء اور سلاطین اپنے خطوط کو لکھنے کے بعد کسی کاغذ یا کپڑے کی تھیلی میں رکھ کر سر بمہر کر دیتے تھے تاکہ مہر کی موجودگی میں اس میں ردو تبدیل ممکن نہ رہے۔ اگر کوئی تغیر و تبدیل کرنا چاہے گا تو پہلے مہر توڑے گا اور جب مہر توڑے گا تو پکڑا جائے گا۔ اس پر احکام سلطانی میں تغیر و تبدیل کرنے اور امانت میں خیانت کرنے کا سنگین جرم عائد ہوگا۔ اس صورت میں خاتم النبیین کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے انبیاء کرام کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ حضور اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ کی تشریف آوری سے یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ اب اس پر مہر لگا دی گئی ہے تاکہ کوئی کذاب دجال دعویٰ نبوت کر کے سلسلہ انبیاء میں داخل نہ ہو سکے۔ اگر کوئی کذاب و خائن اس زمرے میں داخلہ کی کوشش کرے گا تو پہلے مہر نبوت کو توڑے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی مہر کو توڑنے کی پاداش میں کذاب، خائن اور دجال بن کر جہنم کی آگ کا ایندھن بنے گا۔

ختم اور طبع کے ایک ہی معنوں کی تائید قرآن مجید کی ان آیات سے ہوتی ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دلوں پر مہر ہونے کا بیان فرمایا ہے۔ مثلاً ارشاد ربانی ہے:

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ (البقرہ:۷)

''اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کر دی اور انکی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے''

کفار ضلالت اور گمراہی میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ حق کے دیکھنے، سننے، سمجھنے سے اس طرح محروم ہو گئے جیسے کسی کے دل اور کانوں پر مہر لگی ہو اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہو حق ان کے دل، کان اور آنکھ میں نہیں آ سکتا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۝ (سورۃ المائدہ:۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا''

آیت مقدسہ نے واضح طور پر فرمادیا کہ دین اسلام مکمل ہو چکا ہے کسی مزید حکم یا قانون کی حاجت باقی نہیں۔ قیامت تک کے لئے اب یہی کافی ہے۔ اس لئے نئے نبی کی حاجت قیامت تک نہیں اور نہ نئے دین کی ضرورت ہے۔

امام المفسرین ابوجعفر محمد بن جریر طبری نے آیت کی تفسیر میں لکھا:

''آیت کے نازل ہونے پر (سیدنا) حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) رو پڑے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ رونے کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا! آج تک ہمارے دین میں قرآنی احکام کے ذریعے اضافہ ہوتا رہا۔ جب یہ دین مکمل ہو گیا ہے تو اب اضافہ کیسے ہوگا۔ جب کوئی شے مکمل ہو جاتی ہے تو تکمیل کے بعد عموماً اس میں کمی ہی ہوتی ہے''۔

(مختصر تفسیر طبری، تفسیر ابن کثیر)

محدث جلیل، مفسر کبیر، حافظ عماد الدین ابوالفداء اسمٰعیل بن کثیر (م-۷۷۴ھ) آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''امت مرحومہ پر اللہ تعالیٰ کی یہ سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے اپنا دین ان کے لئے مکمل کر دیا۔ اب اس کے علاوہ کسی نئے دین کی ضرورت ہے نہ نئے نبی کی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم و انور ﷺ کو تمام انبیاء کا خاتم

بنایا۔ آپ ﷺ کی بعثت تمام انسانوں اور جنوں (اور تمام مخلوقات) کی طرف ہوئی ۔ حلال وہ ہے جسے آپ نے حلال ٹھہرایا اور حرام وہ ہے جو آپ نے حرام بتایا۔ دین وہ ہے جو آپ نے شروع کیا۔ جس کی آپ نے خبر دی وہ سچ حق ہے اس میں نہ جھوٹ ہے نہ اس کا خلاف ہو"

(تفسیر ابن کثیر)

ارشاد ربانی ہے:

وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا ولکن اکثر الناس لا یعلمون (سورۃ سبا ۲۸)

ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے"۔

نبی رحمت، رسول مکرم، حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی بعثت تامہ، عامہ، شاملہ، کاملہ کا بیان ہے کہ آپ کی بعثت جن وانس، اسود و احمر، عرب وعجم، پہلوں، پچھلوں، سبھی کے لئے عام ہے۔ تمام مخلوق آپ کے احاطۂ رسالت میں شامل ہیں ۔ قیامت تک آپ کی رسالت باقی ہے ۔ اس لئے کسی نئے نبی نئے رسول کی بعثت ممکن نہیں ۔ یہی معنی ہیں خاتم النبیین کے ۔ ابن کثیر، ابن جریر، بیضاوی، جلالین وغیرہ نے یہی معنی بتائے ہیں۔

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین (سورۃ الانبیا ۱۰۷)

ترجمہ: "اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کیلئے"

جن، انسان، مومن، کافر سبھی کو حضور ﷺ کی رحمت شامل ہے ۔ مومن کے لئے رحمت دنیا و آخرت میں ہے اور کافر کو عذاب میں تاخیر سے اور مسخ، خسف اور قذف کے عذاب اٹھا دینے کی رحمت حاصل ہے۔ مفسرین نے بیان کیا اس آیت کے معنی یہ ہے کہ ہم آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ شاملہ جامعہ محیط برجمیع مقیدات، رحمت غیبیہ وشہادت علمیہ وعینیہ و وجودیہ وشہودیہ وسابقہ ولاحقہ وغیرہ ذالک تمام جہانوں کے لئے ، عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول ۔ اور جو تمام کے لئے رحمت ہوگا وہ سب کے لئے کافی ہوگا۔ ان کی ہدایت اسی سے وابستہ ہوگی ۔ لہٰذا اس کے بعد کوئی نیا رسول یا نیا نبی آنا یا نبوت کے جاری ہونے کا امکان ثابت کرنا اس رحمت کاملہ شاملہ عامہ کا انکار کرنا ہے ۔ آیت مقدسہ نے حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر بھی اشارہ کردیا ہے ۔ علامہ ابن کثیر، ابن جریر، بیضاوی، رازی اور عامہ مفسرین نے آیت کے یہی معنی بیان کیئے ہیں۔

(ماخوذ از: فتنۂ قادیانیت)

جامعۃ الازھر الشریف
قاھرہ، مصر سے Ph.D کی ڈگری

لاہور سے علامہ عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی نے اطلاع دی ہے کہ ان کے صاحبزادے مولانا ممتاز احمد سدیدی کا ستمبر کے وسط میں Ph.D کے مقالہ "علامہ فضل حق خیرآبادی اور ان کی عربی شاعری" کا مناقشہ (وائیوا) متوقع ہے جس کے فوراً بعد مولانا موصوف کو ان شاء اللہ تعالیٰ Ph. D کی ڈگری تفویض کی جائے گی ۔ لہٰذا تمام قارئین سے ان کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

پیشکش: محمد فرحان الدین قادری

آپ کا معارف

ختم نبوت حدیث شریف کی روشنی میں

ختم نبوت کے معنی کی وضاحت کے لئے احادیث صحیحہ صریحہ کا ایک کثیرہ ذخیرہ ہے۔ یہاں چند احادیث درج کی جاتی ہیں:

۱...... ترجمہ: میری اور تمام انبیاء کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک محل نہایت عمدہ بنایا گیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی۔ دیکھنے والے اس کے آس پاس پھرتے ہیں اور اس کی خوبیِ تعمیر سے تعجب کرتے ہیں، مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ نگاہوں میں کھٹکتی ہے، میں نے تشریف لا کر وہ جگہ بند کر دی۔ مجھ سے عمارت پوری کی گئی۔ مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی۔ میں عمارت نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں، میں تمام کا خاتم ہوں ﷺ''[۱]

حضور اکرم ﷺ نے کس اعجاز سے ختم نبوت کا مفہوم واضح کیا۔ جب ایک عمارت مکمل ہو جاتی ہے، اس میں کوئی جگہ اینٹ لگانے کی خالی نہیں رہتی تو اس عمارت میں کوئی باہر سے بھی نہیں اینٹ نہیں لگا سکتا۔ ہاں عمارت میں پہلے سے لگی ہوئی کوئی اینٹ اکھاڑ دے اور نئی اینٹ لگا دے، اس اکھاڑ پچھاڑ سے عمارت کا حسن ضائع ہو جائے گا۔ قصر نبوت حضور کے آنے سے مکمل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس خوبصورت عمارت میں تغیر وتبدیل کیسے پسند فرمائے گا۔

۲...... ترجمہ: میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا۔ مجھے جامع باتیں عطا ہوئیں اور مخلوق کے دلوں میں رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی اور میرے لئے غنیمتیں حلال ہوئیں اور میر لئے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ قرار دی گئی اور میں تمام جہاں، سب ماسواء اللہ تعالیٰ کا رسول ہوا اور مجھ سے انبیاء ختم کیئے گئے ﷺ۔[۲]

۳...... ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں ہر ایک کا یہ دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں سب نبیوں کے بعد آیا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔[۳]

احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ خود حضور محمد خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

۱- میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲- میں سب انبیاء میں آخری نبی ہوں۔

۳- میں تمام انبیاء کے بعد آیا

۴- ہم ہی پچھلے ہیں۔

۵- میں سب نبیوں کے بعد بھیجا گیا۔

۶- قصر نبوت میں جو ایک اینٹ کی جگہ تھی وہ مجھ سے کامل کی گئی۔

۷- میں آخر الانبیاء ہوں۔

۸- میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۹- رسالت ونبوت منقطع ہوگئی اب نہ کوئی رسول ہوگا نہ کوئی نبی۔

۱۰- نبوت میں سے اب کچھ نہ رہا سوائے اچھے خواب کے۔

۱۱- میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) ہوتے۔

۱۲- میرے بعد دجال کذاب ادعائے نبوت کریں گے۔

۱۳- میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۴- نہ میری امت کے بعد کوئی امت

کتب سابقہ کے علماء اللہ تعالیٰ اور انبیائے سابقین کے ارشادات کی روشنی میں فرماتے ہیں:

۱...... احمد ﷺ خاتم النبیین ہوں گے ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲...... ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں

۳...... وہ آخر الانبیاء ہیں۔

ملائکہ مقربین اور انبیائے معظمین علیہم الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

۱...... وہ پسیں پیغمبراں ہیں۔

۲...... وہ آخر مرسلاں ہیں۔

خود رب العزت جل وعلا نے ارشاد فرمایا!

...... محمد ﷺ ہی اول وآخر ہیں،

...... ان کی امت مرتبے میں سب سے اگلی اور زمانے میں سب سے پچھلی،

...... وہ سب انبیاء کے پیچھے آیا،

...... اے محبوب میں نے تجھے آخر النبیین کیا۔

...... اے محبوب میں نے تجھے سب انبیاء سے پہلے بنایا اور سب کے بعد بھیجا

...... محمد آخر الانبیاء ہے ﷺ،

۱ (بخاری، کتاب الانبیاء، مسند امام احمد رضا، مسلم کتاب الفضائل، نسائی، ترمذی)

۲ (مسلم ترمذی، ابن ماجہ) ۳ (مسلم، ابوداؤد)

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: ''جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ'' مصنفہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ النوری) (ماخوذ از: قادیانی فتنہ)

آپ کا معارف

ختم نبوت صحابہ کرام کی نظر میں

ترتیب وپیشکش: سید محمد خالد قادری

صحابہ کرام وہ مقدس حضرات ہیں جنہوں نے قرآن مجید نازل ہوتے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کتاب وحکمت کی تعلیم بغیر واسطہ کے حضور نبی رحمت معلم کتاب وحکمت سے حاصل کی۔ انہوں نے خاتم النبیین کا معنی سب نبیوں سے پچھلا نبی سمجھا، جانا، مانا، اور بیان کیا، محدثین اور مفسرین نے ان سے یہی معنی نقل کیا ہے ابن جریر، عبدالرزاق، عبدابن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن کثیر وغیرہ مفسرین نے جن صحابہ کی اس سلسلہ میں روایات نقل فرمائی ہیں۔ ان کی تعداد ساٹھ تک پہنچتی ہے۔ علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی علیہ الرحمۃ نے تفسیر درمنثور میں بڑی تفصیل سے روایات بیان کی ہیں۔ اختصار کے پیش نظر یہاں صرف ان صحابۂ کرام کے اسمائے مبارکہ بیان کیئے جاتے ہیں جنہوں نے خاتم النبیین کا معنی ''سب سے آخر میں آنے والا نبی'' بیان کیا ہے۔

۱-حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ ۲-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۳-حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ۴-حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا
۵-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ۶-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
۷-حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ ۸-حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ
۹-حضرت انس رضی اللہ عنہ ۱۰-حضرت عفان بن مسلم رضی اللہ عنہ
۱۱-حضرت ابومعاویہ رضی اللہ عنہ ۱۲-حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ
۱۳-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ۱۴-حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
۱۵-حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ۱۶-حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ
۱۷-حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ۱۸-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۱۹-حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ ۲۰-حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
۲۱-حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ ۲۲-حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ
۲۳-حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ۲۴-حضرت ام کرز رضی اللہ عنہ
۲۵-حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲۶-حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ
۲۷-حضرت ابوامامہ الباھلی رضی اللہ عنہ ۲۸-حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ
۲۹-حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ ۳۰-حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ
۳۱-حضرت عبیداللہ بن عمرو اللیثی رضی اللہ عنہ ۳۲-حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ
۳۳-حضرت ابن زمل الجھنی رضی اللہ عنہ ۳۴-حضرت ضحاک بن نوفل رضی اللہ عنہ
۳۵-حضرت علی رضی اللہ عنہ ۳۶-حضرت ابوزر غفاری رضی اللہ عنہ
۳۷-حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ۳۸-حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ
۳۹-حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ ۴۰-حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا
۴۱-حضرت زید بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ ۴۲-حضرت عمر بن قیس رضی اللہ عنہ
۴۳-حضرت ابوقبیلہ رضی اللہ عنہ ۴۴-حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
۴۵-حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۴۶-حضرت محمد بن حزم الانصاری رضی اللہ عنہ
۴۷-حضرت ابوالفضل رضی اللہ عنہ ۴۸-حضرت بھز بن حکیم رضی اللہ عنہ
۴۹-حضرت نافع رضی اللہ عنہ ۵۰-حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ
۵۱-حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ ۵۲-حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
۵۳-حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ۵۴-حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ
۵۵-حضرت ابومالک الاشعری رضی اللہ عنہ ۵۶-حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ

۵۷-حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ۵۸-حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ

۵۹-حضرت عصمہ بن مالک رضی اللہ عنہ ۶۰-حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ

ختم نبوت کے اس معنی کا بیان کرنے کی ایک جماعت ائمہ ومحدثین کی بھی ہے ان میں سے چند اسماءِ گرامی ملاحظہ ہوں:

۱-حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ۲-حضرت سعد بن ثابت رضی اللہ عنہ

۳-حضرت ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ ۴-حضرت عامر شعبی رضی اللہ عنہ

۵-حضرت عبداللہ بن ابی الہذیل رضی اللہ عنہ ۶-حضرت علاء بن زیاد رضی اللہ عنہ

۷-حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ ۸-حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ

۹-حضرت مجاہد مکی رضی اللہ عنہ ۱۰-حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ

۱۱-حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ

صحابہ کرام اور تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی مرویات اور دیگر تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو:

"جزا اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ"

تصنیف لطیف امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ النوری

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کی یہ مبارک جماعت جن میں خلفاءِ راشدین، عشرۂ مبشرہ اور کاتبانِ وحی بھی شامل ہیں اور تابعین عظام، جن کی جلالت اور رفعت وعظمت پر زمین وآسمان کی گواہی موجود ہے، ان کے اجماع اور گواہی سے یقین کامل اور ایمان مکمل حاصل ہوتا ہے۔

یہ سب ہی واضح بیانات سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''سب سے پچھلے نبی'' ہونے کا اقرار کر رہے ہیں۔ ختم نبوت کے عقیدہ پر اگر کوئی اور دلیل نہ ہوتی تو بھی اس مقدس جماعت کا اجماع اور گواہی عمدہ دلیل ہے۔ (عقیدہ) یقین وایمان کے لئے کافی ہے۔

والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم المرسلین والحمدللہ رب العالمین

(ماخوذ از: قادیانی فتنہ اور علمائے حق)

محترم ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب کو صدمہ

﴿ریسرچ اسکالر وڈائریکٹر رضا ریسرچ انسٹی ٹیوٹ 104 جسولی، بریلی شریف، انڈیا﴾

محترم ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب کے لے پالک صاحبزادے صدام حسین بیگ ۱۹ر جولائی ۲۰۰۳ء کو انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی، سرپرست اعلیٰ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی اور جناب صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صدر ادارہ، اور پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، جنرل سیکریٹری، ودیگر اراکین ادارہ اس سانحۂ ارتحال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مرحوم کو جنت کی کیاریوں میں مثال گل خنداں شگفتہ رکھے اور محترم ڈاکٹر صاحب کو صبر جمیل واجر عظیم عطا فرمائے اور مرحوم کو ان کیلئے توشۂ آخرت بنائے۔ (آمین) بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آپ کا معارف

امکانِ اجرائے نبوت

قصر نبوت میں نقب زنی

(ایک علمی و عقلی تجزیہ)

ترتیب وپیشکش: حافظ محمد علی قادری

حضورِ اکرم ﷺ کی بعثت عامہ جملہ اقوام عالم کے لئے ہے اور قیامت تک کیلئے ہے۔ آپ پر نازل ہونے والی کتابِ مبین میں تمام اقوام کیلئے قیامت تک، سامان ہدایت ہے۔ یہ کتاب آج بھی ہمارے پاس محفوظ ہے کیونکہ اس کی حفاظت خود اس کے اتارنے والے نے اپنے ذمہ کرم پر لی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک بغیر کسی ادنیٰ تحریف کے باقی رہے گی۔

ہر دور میں پیدا ہونے والے ہمہ قسم کے مسائل کا حل اس میں موجود ہے۔ اس کتابِ مبین کے ہوتے ہوئے کسی نئے احکام یا کتاب کی ضرورت باقی نہیں۔ جب کسی نئی کتاب کا آنا محال اور عبث ہے تو ظاہر ہے کہ کتاب کو کوئی نبی ہی لائے گا۔ جب نئی کتاب کا آنا محال اور عبث ٹھہرا تو نئے نبی کا آنا بھی محال اور عبث ٹھہرا۔

ماضی قریب میں قادیان کے مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کر کے قصر نبوت کے مکمل ہو جانے کے بعد اس میں نقب زنی کی۔ انبیائے سابقین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کی ذواتِ مقدسہ کو اپنی ہذیانی کا نشانہ بنایا۔ ان کی شان میں توہینیں کیں، بے شمار دعوے کئے جن میں وہ جھوٹا نکلا۔ چشم افلاک نے اس کی ذلت و رسوائی پر گواہی دی۔ اپنے دعووں میں تبدیلی اور ترقی کرتا رہا۔ مجدد بنا، مصلح بنا، مسیح بنا، مہدی بنا، ظلی و بروزی نبی بنا، غیر تشریعی نبی بنا اور نبی بنا، اپنے انکار کرنے والوں کو گالیاں دیتا رہا۔ نحوست پھیلاتا رہا، کافر کہتا رہا۔ یہ سب کچھ سیاہ دل سفید فام اپنے حاکم و مالک انگریز کی ایماء پر کرتا رہا۔ مسلمانوں میں انتشار پھیلاتا رہا تاکہ ظالم و جابر انگریز کی حکمرانی کا پنجہ مضبوط سے مضبوط ہوتا رہے۔

اسلام میں آج بے شمار فرقے ہیں، سبھی ایک دوسرے کے نظریات کی تغلیط کرتے ہیں۔ لیکن باہم آویزش کے باوجود مرزا قادیانی اور اسی طرح مرزا قادیانی کے ماننے والوں کی تکفیر میں متحد ہیں

استدراک:

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت سے پہلے برِّ عظیم پاک و ہند کے بعض علماء سوء نے ختم نبوت کے اجراء اور نئے نبی کے امکان کیلئے حالات سازگار کرنے میں بڑی تگ و دو کی۔ سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی نے شان رسالت کو کم کرنے کے لئے یہ مسئلہ نکالا کہ حضور خاتم النبیین سید المرسلین فخر اولین افضل الخلائق محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی نظیر ممکن ہے۔ حالانکہ اجلّہ علماء کرام نے واضح تصریح فرمائی کہ حضور پر نور سید المرسلین ﷺ کی نظیر ممکن نہیں۔ ان علماء میں سے مجاہد تحریک آزادی

مولانا فضل حق خیر آبادی قدس سرہ سرفہرست ہیں۔ امتناعِ نظیر اور امکانِ نظیر پر ایک مناظرہ شیخو پور ضلع بدایوں میں ۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۱ء میں ہوا۔ مولانا عبدالقادر بدایونی نے واضح دلائل سے امتناعِ نظیر کے مسئلہ کو نکھارا۔ امکانِ نظیر کے حامی اور مؤید مولوی امیر احمد سہسوانی نے اپنی تائید میں مولوی محمد احسن نانوتوی، مولوی عبدالحیٔ فرنگی محلی، مفتی سعد اللہ مراد آبادی سے فتویٰ حاصل کیا۔ ان مفتیان نے ایک اثر حضرت ابن عباس سے استدلال کیا اس فتویٰ کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو ساتوں زمینوں میں حضور خاتم النبیین ﷺ کی مثل چھ اور خاتم النبیین ماننے پڑے۔

اسی عرصہ میں ایک استفتاء کے جواب میں مولوی قاسم نانوتوی نے ایک مکمل رسالہ ''تحذیر الناس'' لکھا جس میں بڑے شدو مد سے کہا گیا کہ اگر حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہو جائے تو آپ کی نبوت میں فرق نہیں آتا۔ مولوی عبدالحیٔ فرنگی محلی نے اس موضوع پر (۱) زجر الناس علی انکار اثر ابن عباس (۲) الآیات البینات علیٰ وجود الانبیاء فی الطبقات (۳) دافع الوسواس فی اثر ابن عباس۔ تین مستقل رسالے لکھے امکانِ نظیر اور اجرائے نبوت کے فتوؤں کی اشاعت سے ان مفتیان نے ادعائے نبوت کے لئے راہ ہموار کی۔ غاصب انگریز نے دیکھا کہ ادعائے نبوت کے لئے حالات سازگار اور مؤید ہیں۔ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو دعویٰ نبوت کے لئے آمادہ کیا، چنانچہ مسلمانوں کا یہ دشمن بالآخر دعویٰ نبوت کر کے ہمیشہ کے لئے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کا باعث بنا۔

جس طرح مرزا قادیانی ادعائے نبوت کرنے سے ارتداد کا مرتکب ہوا اسی طرح امکانِ اجرائے نبوت کا فتویٰ دینے والے بھی اسی جرم کے مرتکب ہوئے۔

☆☆☆

اک چراغ بجھا اور تاریکی

یہ خبر دنیائے اہلسنت کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے کہ پاکستان کے مایۂ ناز عالم دین، اہلسنت کے عظیم دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخو پورہ کے شیخ الجامعہ، تنظیم المدارس پاکستان کے چیئر مین، رضا فاؤنڈیشن، لاہور کے سرپرست اعلیٰ اور مفتی اعظم ہند علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خان ابن امام احمد رضا خان علیہما الرحمۃ کے خلیفہ، حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مفتی اعظم پاکستان، علیہ الرحمۃ بروز منگل ۲۷؍ جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ/ ۲۶؍ اگست ۲۰۰۳ء کو بعد ادائے نماز مغرب اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۷۰؍ سال کی تھی۔ آپ کا عظیم کارنامہ ایک معمولی مدرسہ جامعہ نظامیہ رضویہ کو بحیثیت ایک عظیم الشان جامعہ توسیع دینا اور شیخو پورہ پنجاب میں اس کے لئے ایک جدید ضروریات سے آراستہ ایک عالیشان عمارت کی تعمیر ہے جہاں اس وقت ۲؍ ہزار طلبہ اور ۵۰۰؍ طالبات علوم اسلامی اور جدید عصری تعلیم حاصل کر رہے ہیں جبکہ لاہور میں پرانی عمارت کو مزید توسیع دیکر تقریباً ۵۰۰؍ طلبہ کی تعلیم و تربیت کی گنجائش پیدا کی گئی ہے۔ آپ کا دوسرا کارنامہ رضا فاؤنڈیشن کا قیام ہے جس کے پلیٹ فارم سے اب تک امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے مجموعہ فتاویٰ، فتاویٰ رضویہ کی ۲۴؍ جلدیں شائع ہو چکی ہیں، ۲۵؍ ویں جلد زیر طباعت ہے جبکہ ۲۶؍ ویں جلد کی کمپوزنگ ہو رہی ہے اور ۲۷؍ ویں جلد کی تدوین پر کام جاری ہے۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے سرپرست پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد حفظہ اللہ تعالیٰ، صدر ادارہ محترم صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری، جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری اور دیگر اراکین ادارہ حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے لئے ایصال ثواب کیا اور آپ کے سانحۂ ارتحال کو عالم اسلام کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیتے ہوئے آپ کے درجات کی بلندی کے لئے رب غفور الرحیم کے حضور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے پس ماندگان معنوی اور صوروی اولاد، جامعہ کے اساتذۂ کرام اور طلباء کو صبر جمیل اور ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین، بجاہ سید المرسلین ﷺ

حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کا دعوت مناظرہ اور مرزا کی روپوشی

آپ کا معارف

مولانا محمد سعید احمد

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِّ قادیانیت میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کا کردار علماء اسلام میں سب سے نمایاں ہے۔ رمضان ۱۳۱۷ھ اوائل ۱۹۰۰ء میں خواجہ گولڑوی نے شمس الہدایۃ تصنیف کی۔ علماء اسلام نے آپ کو دادِ تحسین دی۔ دوسری طرف قادیان میں تہلکہ پڑ گیا۔ مرزا قادیانی پر اوس پڑ گئی اور وہ مبہوت ہو کر لا جواب ہوا۔ جھوٹا بھرم رکھنے کو حکیم نور الدین بھیروی (دست راست مرزا قادیانی اور مرزا کے مرنے کے بعد مرزائیوں کا خلیفہ اول) نے اپنے مکتوب محررہ ۲۰ رفروری ۱۹۰۰ء بارہ سوالات لکھ کر حضرت پیر صاحب گولڑہ علیہ الرحمۃ کو جواب دینے کے لیئے روانہ کیا؛ تاجدار گولڑہ نے ان سوالات کا فوری شافی جواب لکھ کر ارسال کر دیا اور ساتھ ہی ایک سوال حقیقت معجزہ سے متعلق اس سے کیا، یہ سوال آج تک مرزائیت کے گلے کا کانٹا بنا ہوا ہے۔

مرزا قادیانی نے ۲۲ رجولائی ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار شائع کیا اس میں چھیاسی علماء کو دعوت مناظرہ دی۔ ان میں تاجدار گولڑہ کا نام بھی تھا۔ مناظرہ کا موضوع عربی میں قرآنی آیات کی تفسیر لکھنا قرار پایا۔ حضرت پیر مہر علی گولڑوی نے ۲۵ رجولائی ۱۹۰۰ء کو ایک مکتوب میں مرزا قادیانی کی دعوت مناظرہ قبول کر لی۔ ۲۵ راگست ۱۹۰۰ء لاہور کے مقام پر مناظرہ ہونا قرار پایا۔ حضرت پیر مہر علی گولڑوی کے علاوہ علماء اہلسنت اور دیگر فرقوں کے اکابر جمع ہو گئے۔ بادشاہی مسجد میں بالاتفاق علماء حضرت پیر مہر علی گولڑوی مناظر اسلام مقرر ہوئے۔ بار بار اعلان اور تقاضا کے مرزا نے راہِ فرار اختیار کی۔ اس طرح باوجود طلب مناظرہ کے مرزا قادیانی مناظرہ میں نہ خود آیا نہ نمائندہ بھیجا۔ قادیانیوں کو سخت ہزیمت اٹھانا پڑی۔

بعد ازاں اس اجتماع سے حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری، مولانا تاج الدین جوہر، مولانا ابو سعید عبدالخالق جہاں خیلاں، مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی، مولانا احمد دین اور دیگر اکابرین علماء اہلسنت نے خطاب کیا۔

اسی موقع پر اٹھاون علماء (۵۸) اور اٹھائیس اکابر ملت (۲۸) کی طرف سے مناظرہ میں مرزا کا فرار اور اہلسنت کی فتح کا اشتہار شائع ہوا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ نے اعجاز احمدی کے جواب میں سیف چشتیائی ۱۹۰۲ء میں لکھی (۹)، ۱۱ رنومبر ۱۹۰۴ء میں مرزا غلام احمد قادیانی سیالکوٹ پہنچا، اپنے باطل عقائد کی تبلیغ کرنے لگا۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ نے باوجود علالت کے ایک ماہ سیالکوٹ میں قیام فرمایا۔ جگہ جگہ خود بھی مرزا کا ردّ فرمایا، علماء کو بلوا کر مرزائیت کے رد میں تقریریں کروائیں۔ علماء اہلسنت کے دلائل سے عاجز آ کر مرزا اس کے بعد سیالکوٹ میں داخل ہونے کے قابل نہ رہا۔ بقیہ زندگی سیالکوٹ کی زمین اس کے لئے تنگ کر دی گئی۔

مرزا قادیانی پر آخر ضرب کاری جس سے مرزا جانبر نہ ہو سکا:

۲۲ رمئی ۱۹۰۸ء کو حضرت امیر ملت سید جماعت علی نے بادشاہی مسجد لاہور میں جمعۃ المبارک کے خطبہ میں مرزا قادیانی کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ مرزا لاہور میں موجود تھا، بار بار کے تقاضا اور اعلان کے باوجود مرزا سامنے نہ آ سکا۔

حضرت امیر ملت نے ۲۵-۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کی درمیانی شب پیشین گوئی فرمائی کہ چند ہی دنوں میں مرزا عبرت ناک موت سے دوچار ہوگا۔ آپ کی پیشن گوئی کے مطابق مرزا آنجہانی ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء قبل دوپہر عبرت ناک موت سے (لیٹرین میں) مر کر واصل جہنم ہوا۔

آپ کا معارف

تحریک تحفظ ختم نبوت

تاریخی تناظر میں

﴿مرحلہ وار: ۱۹۵۳ء سے ۱۹۷۴ء تک﴾

ترتیب و پیشکش: سید ریاست رسول قادری

قیام پاکستان کے بعد جب کہ نوزائیدہ مملک ابھی پوری طرح مستحکم بھی نہ ہونے پائی تھی، مرزائیوں نے پورے ملک وملت کے خلاف سازشوں کا جال بچھادیا۔ صوبہ بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کے منصوبے بننے لگے۔ اندریں حالات دردمندان ملک وملت نے اس نازک صورت حال کے پیش نظر فتنہ مرزائیت کے انسداد کے لئے ملک گیر تحریک چلائی۔ اس تحریک میں سوائے مرزائیوں کے سبھی مکتب فکر کے اکابر واصاغر نے حصہ لیا۔ مگر قیادت اور موثر قوت اہل سنت کی تھی۔

اوائل دسمبر ۱۹۵۲ء میں تمام مکاتب فکر کے علماء وزعماء نے مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادری کو اپنے متفقہ قائد تسلیم کرلیا۔

......اس تحریک کے تین بنیادی مطالبات تھے۔

......ظفر اللہ قادیات کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے۔

......مسلمان کی تعرف آئین میں شامل کی جائے۔

اس تحریک میں ۱۳/فروری ۱۹۵۳ء کو حکومت وقت سے مطالبات پیش ہوئے۔ ۲۴-۲۵/فروری کو علماء اور زعماء کی گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوا۔

علامہ ابوالحسنات قادری اور دیگر قائدین کی کراچی میں گرفتاری کے بعد مولانا عبدالستار خاں نیازی نے تحریک کو باحسن طریق چلایا۔ ۶/مارچ ۱۹۵۳ء کو مارشل لاء لگادیا گیا۔ مولانا نیازی اور دیگر علماء کو گرفتار کرلیا گیا۔ مقدمات فوجی عدالتوں میں چلائے گئے۔ مولانا نیازی اور مولانا خلیل احمد قادری کو پھانسی کی سزا سنائی گئی۔ یہ سزا بعد میں عمر قید میں تبدیل ہوگئی۔ مگر ان مجاہدین کے عزم صادق کی بدولت یہ سزا معاف ہوگئی۔

اس تحریک میں اہلسنت کے جن علماء اور زعماء نے حصہ لیا۔ اس کی فہرست طویل ہے۔ صرف چند اسماءِ گرامی کا تذکرہ دلچسپی کا باعث ہوگا۔

مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، مولانا محمد عبدالستار خان نیازی،

مولانا سید خلیل احمد قادری،	مولانا محمد ابراہیم چشتی،
مولانا قاری احمد حسین فروز پوری،	مولانا عجاز ولی خان رضوی،
مولانا مفتی محمد امین بدایونی،	مولانا عبدالحامد بدایونی،
مولانا سید احمد سعید کاظمی،	مولانا محمد سردار احمد،
مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری،	مولانا عبدالغفور ہزاروی،
مولانا غلام دین لاہور،	مولانا غلام محمد ترنم،
مولانا سید فتح علی کھڑوٹہ سیداں،	مولانا فرید الدین بھوئی،

مولانا حسن جان، مولانا مفتی محمد مظفر احمد سیالوی،
مولانا مفتی صاحبداد خان، مولانا خواجہ محمد قمر الدین سیالوی،
مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا سید محمود احمد رضوی،
خواجہ غلام محی الدین گولڑوی، پیر غلام مجدد سرہندی،
صاحبزادہ فیض الحسن، مولانا محمد بخش مسلم،
صاحبزادہ فیض الحسن، مولانا محمد بخش مسلم،
مولانا مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا سید محمود شاہ گجراتی،
مولانا سید محمد جلال الدین نقشبندی، مولانا احمد رگاہی،
مولانا غلام علی اشرفی اوکاڑوی،

تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۷۴ء

(قادیانیت پر ضرب کاری)

حسب فطرت قادیانیت وقتاً فوقتاً سر اٹھاتی رہی۔ علماء و زعماء کی ضربوں سے وقتی طور پر دب جاتی رہی۔ مگر ۱۹۷۴ء میں سیاسی ابتری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیت کے عزائم پھر کھل کر سامنے آئے۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء میں ربوہ ریلوی اسٹیشن پر مسلمان طلباء پر قادیانیوں نے فائرنگ کر کے اپنے عزائم کو واضح کر دیا۔ اس واقعہ سے مسلمان سراپا احتجاج بن گئے۔ اس مرتبہ بھی تمام مکاتب فکر نے ایک ہی پلیٹ فارم سے تحریک چلانے کا عزم کیا۔ مرکزی مجلس عمل کے صدر مولوی یوسف بنوری اور جنرل سیکریٹری مولانا سید محمود احمد رضوی منتخب ہوئے۔ مجلس کی پکار پر عوام نے قایانیت پر آخری فیصلہ کن وار کرنے کا عزم کرلیا۔ اس تحریک کو منظم کرنے میں علماء و مشائخ اہلسنت نے نمائندہ کردار ادا کیا۔ پیر قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی کی بے لوث قیادت نے اس تحریک میں جان پیدا کردی۔ قومی اسمبلی میں جن سنی زعماء نے بھرپور کردار ادا کیا ان میں:

......علامہ شاہ احمد نورانی ......مولانا عبد المصطفیٰ از ہری
......مولانا سید محمد علی رضوی ......مولانا محمد ذاکر
......اور مولانا مفتی ظفر علی نعمانی ممتاز ہیں۔

نوجوانان انجمن طلباء اسلام:

انجمن طلباء اسلان کے نوجوان میں:

مولانا محمد اقبال اظہری، خالد حبیب الٰہی، محمد لغاری، رانا لیاقت، قاری عطاء اللہ، سید محمد صفر شاہ، عبد الرحمٰن مجاہد، محمد تقی، نذیر احمد قادری، راؤ ارتضٰی اشرفی، سید رضوان شکیل، افضال قریشی، عبد الستار غازی، حاجی محمد حنیف طیب اور ان کے ساتھیوں نے اس تحریک میں ہراول دستہ کا کام کیا۔ سینکڑوں علماء و مشائخ اہلسنت نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ چالیس کے قریب افراد نے عظمت تاجدار ختم نبوت کی خاطر جام شہادت نوش کیا۔ قومی اسمبلی نے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے قادیانیوں کے دونوں گروپوں (لاہوری، قادیانی) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

قرارداد پاس کرنے سے پہلے مرزائیوں کے دونوں گروپوں کے قائدین کو صفائی کا موقع دیا گیا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی پیش کیا۔ اس طرح مسلمانوں کا ایک اہم مطالبہ منظور کرلیا گیا۔

اس تحریک کی مؤثر قیادت اور افرادی قوت علماء اور مشائخ اہلسنت ہی ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

☆☆☆

آپ کا معارف

اپنے دیس............ بنگلہ دیس میں

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ط سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ o فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ (۱)

ترجمہ: ''اور ہم نے کیئے تھے ان میں اور ان شہروں میں جن میں ہم نے برکت رکھی سر راہ کتنے شہر اور انہیں منزل کے اندازے پر رکھا، ان میں چلو راتوں اور دنوں امن و امان سے، تو بولے اے ہمارے رب ہمارے سفر میں دوری ڈال، اور انہوں نے خود اپنا ہی نقصان کیا تو ہم نے انہیں کہانیاں کر دیا'' (سبا:۳۴/۱۸-۱۹)

برکت والے شہروں کا سفر برکت والا ہوتا ہے۔ قرآن مجید اس کا حکم دے رہا ہے۔ برکت والے شہروں کا سفر امن و سلامتی کا مژدہ لاتا ہے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی زیارت کا موقع ملتا ہے ''آیاتِ الٰہی'' پر غور و فکر کا موقع ملتا ہے جس سے ایمان کو جلا اور عقیدے کو تقویت ملتی ہے۔

۲۵ رجون ۲۰۰۳ء: ڈھاکہ کا یہ سفر بھی راقم کیلئے ایک برکت والا سفر تھا اس لئے کہ یہ سفر چٹاگانگ (۲) میں منعقدہ سیدنا پیرِ پیراں، میر میراں شیخ سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی، غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی یاد میں منعقدہ ''غوثیہ کانفرنس'' میں شرکت اور مقالہ پڑھنے کی سعادت کے حصول کے لئے تھے۔

اس سفرِ وسیلۂ ظفر کی تقریب یوں ہوئی کہ راقم ۱۰ رجون ۲۰۰۳ء کو ''انجمنِ اساتذۂ پاکستان (پنجاب) کی دعوت پر ''امام احمد رضا ایجوکیشنل کانفرنس'' میں شرکت کی غرض سے لاہور گیا تھا۔ وہیں فاضل نوجوان مولانا قاضی سید شاہد الرحمٰن ہاشمی زید مجدہٗ کا چٹاگانگ سے فون آیا کہ ۲۵-۲۶ رجون کو یہاں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی یاد میں انجمنِ عاشقان مصطفےٰ ﷺ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان سالانہ غوثیہ کانفرنس ہو رہی ہے۔ جس میں بنگلہ دیش کے جید علماء و مشائخ شریک ہوں گے۔ لہٰذا آپ بحیثیت خصوصی مہمان مقالہ نگار/ مقرر، پاکستان سے شرکت فرمائیں۔ بعد میں عزیزی مولانا شاہد الرحمٰن صاحب کے والد ماجد حضرت علامہ مولانا مفتی قاضی سید امین الاسلام ہاشمی دامت برکاتہم عالیہ نے بھی مختصر گفتگو فرمائی اور احقر کی ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی خادمانہ سرگرمیوں اور مسلک اعلیٰ حضرت کے ابلاغ کی کاوشوں کا واسطہ دیکر فرمایا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلۂ طریقت (قادریہ) کے سب سے بڑے ناشر اور ان کی روحانی تعلیمات کے سب سے بڑے مبلغ، خطۂ پاک و ہند میں ہوئے

لہٰذا اس نسبت سے آپ کو کانفرنس میں ضرور آنا ہوگا ، یہ غوث اعظم (رضی اللہ عنہ) کی کانفرنس ہے۔ احقر بڑا متفکر تھا کہ اتنے دور کا سفر وہ بھی اکیلے کیسے ہوسکتا ہے طبیعت بھی ناساز رہی ہے۔ لاہور کے سفر میں تو فقیر کے پیر بھائی اور نہایت عزیز دوست حاجی عبداللطیف قادری نوری رضوی حفظہ اللہ الباری ساتھ تھے (اللہ تعالیٰ ہم دونوں (اور تمام عملہ وارا کینِ ادارہ) کو اپنے فضل وکرم سے قیامت کے دن بھی صاحب لواء الحمد ﷺ کے دامنِ کرم کے سایہ میں ساتھ رکھے ، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم) راقم دل کا مریض ، ساتھ بلڈ پریشر کا عارضہ ، بغیر کسی ساتھی کے مختلف شہروں کے سفر کیسے ہوسکیں گے اور سامان سفر کس طرح اٹھاؤں گا۔ فقیر اسی سوچ میں تھا کہ قبلہ مفتی صاحب نے جیسے روحانی طور پر محسوس کرلیا ، فون پر فوراً فرمایا کہ آپ فکر نہ فرمائیں آپ کو پورے سفر میں فاضل نوجوان مبلغ اسلام ڈاکٹر مولانا سید ارشاد احمد بخاری دیناجپوری زید مجدہٗ پروٹوکول دیں گے اور اگر کسی وجہ سے وہ ساتھ نہ دے سکے تو صاحبزادہ شاھد الرحمٰن سلمہ المنان ساتھ ہوں گے۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب کا اس قدر مشفقانہ اور پیار بھرے لہجہ میں دعوت شرکت کیلئے اصرار انکے اخلاص کا غماز تھا لہٰذا خاکسار نے فوراً حاضری کی حامی بھرلی ۔ دعوت نامہ فیکس پر وصول ہوا ، محبّی حاجی عبداللطیف قادری زید مجدہٗ نے فرمایا کہ ہم اسلام آباد ادارے کے دفتری امور کے سلسلے میں جا ہی رہے ہیں وہیں سے ویزا لے لیا جائے ، پھر کراچی واپس جا کر ویزا لینے میں تاخیر کا اندیشہ ہے اور ابھی آپ کو سفر کی تیاری بھی کرنی ہے اور مقالہ بھی تحریر کرنا ہے ۔ چنانچہ ان کی تجویز پر عمل کرتے ہوئے ہم ۱۸؍جون ۲۰۰۳ء کو ویزا لیکر لاہور پہنچے ، دوسرے دن حضرت سیدنا ابوالحسن علی بن عثمان الجلابی الہجویری ثم لاہوری داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار پر حاضری دی ، کچھ بزرگوں اور دوستوں سے ملاقاتیں کیں ، شام کو قراقرم ایکسپریس سے کراچی کیلئے روانہ ہوگئے ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ محبی عزیزی ملک سعید مظہری اور محترم سید رحیم حسین غازی زید مجدہما کو جزائے خیر دے کہ ان کی وجہ سے ٹرین کا ٹکٹ مل گیا ورنہ ۲۵؍جون تک کوئی سیٹ نہیں مل رہی تھی ۔ ۲۰؍جون کو صبح ۱۰؍بجے کراچی پہنچے ۔ برادرم حاجی عبداللطیف قادری صاحب نے دوسرے ہی دن بنگلہ دیش ایئر لائن (BIMAN) کا ۲۴؍جون ۲۰۰۳ء کا ٹکٹ کنفرم کروادیا۔ فلائٹ رات ڈھائی بجے (۲۵) جون کی صبح کو روانہ ہونی تھی لیکن تاخیر سے تقریباً سوا تین بجے روانہ ہوئی ۔ تقریباً سوا تین گھنٹے کی ہندوستان کے اوپر مسلسل پرواز کے بعد ساڑھے سات بجے صبح ۲۵؍جون کو ڈھاکہ ایئر پورٹ کی حدود میں جہاز داخل ہوا ، چاروں طرف بادل ہی بادل تھے ۔ جہاز جب بادلوں سے گزر کے اترنے سے پہلے ڈھاکہ کے اطراف کا چکر لگا رہا تھا تو ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے ہم کسی جزیرے پر اتر رہے ہیں کیونکہ شدید بارشوں کی وجہ سے ڈھاکہ شہر کے چاروں طرف پانی ہی پانی دکھائی دے رہا تھا اور دریائے میگھنا اور اس سے ملنے اور نکلنے والے دیگر ندی نالوں سے پانی ابل ابل کر ڈھاکہ کے مضافات کے گاؤں ، قصبوں اور کھیتوں اور کھلیانوں کو تہہ آب کرتا ہوا تاحد نگاہ پھیل گیا تھا اور ایک سمندر کا سا سماں پیش کر رہا تھا۔ ﴿باقی آئندہ﴾

حوالہ جات

(۱) القرآن، ۳۴/۱۸-۱۹

(۲) انگریزی میں Chittagogn لکھا جاتا ہے ، ویسے اس شہر کے کئی نام ہیں ، چٹوگرام ، چاٹگام ، چٹا گاؤں وغیرہ روایت یہ ہے کہ جب عرب یہاں آئے تو ساحلی علاقہ میں آباد ہوئے ، عربی میں ساحل سمندر کو ''شط البحر'' کہتے ہیں ، بنگالی میں گاؤں کو ''گرام'' کہتے ہیں ، انہوں نے اس بستی کو ''شطرگرام'' کہا ، پھر بگڑ کر یہ لفظ ''چٹوگرام'' پھر ''چٹا گانگ'' وغیرہ بنا۔ (منقول از علامہ مفتی عبدالحق نعیمی ، چاٹگام)

اَلاِیمَانُ بِالرُّسُلْ

﴿معجزات﴾

ترتیب وپیشکش: سید وجاہت رسول قادری

پیارے بچو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گذشتہ سبق میں ہم نے تمہیں بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار نبی اور رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں مبعوث فرمائے، ان کی اصل تعداد کو وہی جانتا ہے لیکن بعض روایت کے اعتبار سے (کم و بیش) ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کا آنا پتہ چلتا ہے۔ ان میں سے ۲۶ر کے اسمائے گرامی قرآن کریم میں مذکور ہیں جن میں پانچ پیغمبرانِ اولوالعزم ہیں۔ اس سلسلے میں ایک اور بات تمہیں بتاتے چلیں کہ ہمارے پیارے نبی سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں تین دیگر انبیاء کرام کا بھی ذکر کیا ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا ہے بلکہ اشارتاً انکا ذکر کیا گیا ہے البتہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے بتائے سے ان کے اسمائے گرامی ہمیں بتائے ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱۔ حضرت اُشْمُویل علیہ السلام

۲۔ حضرت یُوشَع علیہ السلام

۳۔ حضرت خِضر علیہ السلام

(ماخوذ از، فتاویٰ رضویہ (قدیم) ج ٦ ص ٦١، مطبوعہ مکتبۂ رضویہ، آرام باغ، کراچی ۱۹۸۵ء)

آج کی گفتگو میں ہم تمہیں انبیاء علیہم السلام کے معجزات کے متعلق کچھ تفصیل بتائیں گے جس طرح اللہ جل جلالہٗ کے تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح ان کے معجزات پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی طرف نبی اور رسول مبعوث فرماتا ہے (یعنی بھیجتا ہے) تو پھر اس پر ایمان لانا اس قوم پر واجب ہوجاتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قوم کے لوگ یہ کیسے جانیں گے کہ جو ذات اعلانِ نبوت کر رہی ہے وہ واقعی اللہ کی بھیجی ہوئی ہے اور رب تعالیٰ نے اسے بطور نبی یا رسول پیدا فرمایا ہے۔ تو لوگوں کی اس مشکل کو آسان بنانے اور انہیں اس بات پر قائل کرنے کے لئے (کہ یہ افراد ہی نبی اور رسول ہیں) اللہ تعالیٰ نے ان کو معجزات عطا فرمائے کہ اس کے ذریعہ ان کو اللہ تعالیٰ کے نبی یا رسول ہونے کی معرفت (یعنی پہچان) ہوجائے۔ دوسرے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل کی نبوت و رسالت کی تصدیق کے لئے انہیں معجزات عطا فرمائے۔

بچو! معجزہ کیا ہے؟ معجزہ دراصل ''عجز'' سے ہے، عجز کا معنی ہے کسی کام کے کرنے سے کسی شخص کا عاجز ہونا۔ مثلاً کسی پانچ

سال کے بچے سے کہا جائے کہ تم ایک من کا پتھر اٹھالو تو وہ کوشش کے باوجود ایسا نہیں کر پائے گا۔ لیکن اگر یہی بات کسی وزن اٹھانے والے مقابلہ باز کھلاڑی یا روزانہ وزن اٹھانے کا کام کرنے والے مزدور (مثلاً قلی) وغیرہ سے کہی جائے تو وہ فوراً یہ کام کر دکھائے گا، لیکن وہ پانچ سالہ بچہ اس کے اس عمل پر حیران رہ جائے گا اور وہ اپنے ننھے ذہن سے یہ سوچنے پر مجبور ہو جائے کہ یہ شخص عام آدمی نہیں ہے بلکہ کوئی ''سپر مین'' ہے۔

عزیز بچو! یہ مثال صرف تمہیں سمجھانے کے لئے دی گئی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبیوں اور رسولوں کو اس سے کہیں زیادہ غیبی قوت اور طاقت عطا فرمائی ہے جس سے وہ اس قدر انہونے اور حیرت انگیز کام کر دکھاتے ہیں کہ انسانی عقل یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ یہ عام انسان نہیں ہیں یقیناً ان کے ساتھ خالق کائنات کی حمایت و نصرت اور قوت و طاقت ہے۔ معجزے کو ''مافوق العادات'' یا ''خارق عادات'' بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ عام انسانوں کو جو قوت و طاقت حاصل ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ بلکہ عقل میں نہ آنے والی قوت و طاقت اللہ کی جانب سے ان نبیوں اور رسولوں کو حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنے محبوب بندوں (نبیوں اور رسولوں) کی تائید و حمایت معجزات کے ذریعہ فرمائی، جن کا جواب ان کے زمانے لوگ نہ دے سکے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ''عصا'' عطا فرمایا یہ بظاہر ایک لاٹھی تھی جسے عام لوگ لیکر چلتے ہیں، لیکن وہ اس سے حسب ضرورت معجزاتی طور پر ایسے کام لے لیتے کہ اس دور کا بادشاہ فرعون اور اس کی قوم حیران رہ جاتی جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون بادشاہ مصر کو اسلام کی دعوت دی اور ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلایا تو اس نے آپ سے معجزہ طلب کیا اور کہا ہمارے جادوگروں سے مقابلہ کرلو اس وقت مصر میں جادو (سحر) کا کام زوروں پر تھا۔ جادوگروں نے جادو کے زور سے جتنے سانپ بنائے، حضرت موسیٰ علیہ والصلوٰ والسلام نے اپنے عصا کو حکم دیا کہ تو اللہ کے حکم سے ان تمام سانپوں کو نگل لے تو ان کا عصا فوراً ایک خطرناک اژدھا بن گیا اور جادوگروں کے تمام سانپوں کو نگل گیا۔ تمام جادوگر (ساحر) ہار مان گئے اور آپ کے قدموں پر گر کر مسلمان ہو گئے۔ آپ کا ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ جب آپ اپنی ہتھیلی بغل میں ڈال کر نکالتے تو وہ چاند سے زیادہ چمکدار اور روشن ہو جاتی۔ اسے ید بیضا کہتے ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ قوت عطا فرمائی تھی کہ وہ پیدائشی طور پر اندھا پیدا ہونے والوں اور کوڑھیوں کو اپنا ہاتھ پھیر کر شفا عطا فرما دیتے تھے اور اللہ جل جلالہ کے حکم سے مردوں کو زندہ فرما دیا کرتے تھے۔ اس زمانے میں ''طب'' (علاج معالجہ، ڈاکٹر) کا فن عروج پر تھا۔ اس زمانے کے طبیب اور ڈاکٹر آپ کے معجزات سے عاجز تھے۔ غرضیکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر زمانے میں ہر نبی کو معجزات اس زمانے کے کمال کے اعتبار سے عطا فرمائے تھے تاکہ لوگ جب نبی کے معجزانہ کمالات کو دیکھتے تو وہ اپنے دور کے ہر کمال والے سے کہیں بڑھ کر اور ناقابل یقین کمال ہوتا اور اسے دیکھ کر وہ حیرت واستعجاب میں ڈوب جاتے اور سوائے سرِ تسلیم خم کرنے کے کوئی چارہ نہ ہوتا۔

جہاں تک ہمارے پیارے نبی سید عالم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا سوال ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے سرکار ﷺ کو سب سے زیادہ معجزات عطا فرمائے مثلاً چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا، پتھر کا آپ کے مبارک ہاتھوں میں کلمہ پڑھنا اور انگلیوں سے

صاف و شفاف پانی کے چشمہ ابلنا جس سے ہزاروں آدمیوں کا سیراب ہونا اور پھر بھی پانی کا ختم نہ ہونا۔ اسراء و معراج کا معجزہ جس میں آپ نے عرش اعلیٰ پر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے مردے کو بھی زندہ فرمایا ہے۔ ترکی کے مشہور ولی اللہ حضرت مولانائے روم ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

حسنِ یوسف ، دم عیسیٰ ، یدِ بیضاء داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یعنی یا رسول اللہ ﷺ آپ کا حسن و جمال حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام سے بڑھ کر، آپ کی مسیحائی (علاج و شفا کا معجزہ) حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر اور آپ کے مبارک ہاتھوں کی ہتھیلی حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ روشن ہے اس لئے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب اکرم و مکرم ہیں اللہ تعالیٰ نے جتنے معجزات تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے تھے وہ سب اور ان سے زیادہ قوی تر آپ ﷺ کو عطا فرما دیتے ہیں۔ (اس کی مزید تفصیل سیرت کی کتابوں، مثلاً مدارج النبوت، شفا شریف وغیرہ میں دیکھی جا سکتی ہے)۔ لیکن ان تمام خوبیوں کے باوجود سید عالم ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ اور زندہ معجزہ قرآن کریم کی صورت میں رہتی دنیا تک موجود ہے جو نہ صرف مردہ دلوں کو زندگی بخشتا ہے بلکہ جس نے ہر زمانے میں زبان دانی اور فصاحت و بلاغت کا دعویٰ کرنے والے ہر شخص کو عاجز کر دیا ہے۔ جس کا ایک ایک حرف بلکہ ایک ایک نکتہ اسی صورت میں آج تک محفوظ ہے بلکہ قیامت تک محفوظ رہے گا جیسا کہ سید عالم ﷺ کی زبان اطہر سے نکلا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی تحریف اور الحاق سے اسے محفوظ رکھنے کی خود ذمہ داری لی ہے جبکہ گذشتہ امتوں کے نبیوں پر نازل شدہ کتب آسمانی مثلاً انجیل، توریت اور زبور وغیرہ اپنی اصلیت کھو چکی ہیں۔ ان میں ان کے عالموں نے ہر زمانے میں اس قدر تحریفات اور اضافات کر ڈالے ہیں کہ اب اصل آیت سے مسخ شدہ آیت کا جدا کرنا ممکن نہیں رہا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جس زبان میں یہ کتب نازل ہوئی تھیں اس اصل زبان کا ایک نسخہ کیا چند اوراق بھی یہود و نصاریٰ کے علماء پیش نہیں کر سکتے، جبکہ قرآن مجید فرقان حمید کا عہد رسالت مآب ﷺ کا نسخہ آج بھی موجود ہے اور اس میں اور آج کے کلام مجید میں سر مو فرق نہیں۔

بچو! دعا کرو اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید کے پڑھنے، اسے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

☆☆☆

کتبِ نو

﴿تعارف وتبصرہ: ڈاکٹر سید وسیم الدین/ وجاہت رسول قادری﴾

﴿تعارف وتبصرہ: ڈاکٹر سید وسیم الدین﴾

کتاب......عظیم مکالمہ

تعارف......ڈاکٹر محمد یونس قادری (ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی)

باہتمام......ڈاکٹر سید وسیم الدین

سن اشاعت......۲۰ رمئی ۲۰۰۳ء

صفحات...... 32، سادہ باوقار ٹائٹل

ھدیہ...... درج نہیں

ناشر...... بزم فروغ ادب وفن (کراچی، سندھ)

ملنے کا پتہ......ورمن اسلامک مشن گلشن اقبال ٹاؤن، کراچی 49189891

فضیلت مآب، سفیر پاکستان مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ نہ صرف ایک اسلام کے مبلغ تھے بلکہ ایک بہترین خطیب، مناظر، حکیم (طبیب) صوفی، شاعر اور مصنف بھی تھے۔ بیسویں صدی کے اوائل کا دورِ مادیت، لادینیت اور قادیانیت کی زد میں تھا آپ نے دنیا کے پچاس سے زائد ممالک میں جا کر اردو، انگریزی، عربی، فارسی، فرانسیسی، جرمنی، جاپانی، ملایا، چینی اور سواحلی زبانوں میں تحریر وتقریر کے ذریعے ان کا رد کیا اور دنیا بھر میں کالج، جامعات، کتب خانے، یتیم خانے، اتحاد بین المذاہب تنظیمیں، ہسپتال، مساجد اور سرائے قائم کیں اور کئی رسایل وجرائد کا اجراء کیا۔ تحریک پاکستان میں آپ کی جلیل القدر خدمات کے سبب قائداعظم نے آپ کو سفیر پاکستان کے معزز لقب سے نوازا۔ عالمی شہرت یافتہ آئرش دانشور جارج برناڈش شا سے مولانا موصوف کا انگریزی زبان میں مکالمہ آپ کی دین اسلام سے محبت اور خداداد صلاحیتوں کا بین ثبوت ہے۔ جنوبی افریقہ کے شہر ممباسا میں ۱۹۳۵ء عیسوی میں یہ مناظرہ ہوا۔ اس کا اردو ترجمہ ماہنامہ ترجمان اہلسنت نے ۱۹۷۲ء میں شائع ہوا اور دوسری مرتبہ ماہنامہ ''کنز الایمان'' (دہلی) نے اسے چھاپا۔ اس اشاعت کا بنیادی مقصد خواص وعوام کو دین اسلام کی حقانیت سے روشناس کرانا ہے کہ آج بھی اللہ کے ایسے برگزیدہ بندے موجود ہیں جو اپنے قول وفعل سے باطل نظریات کو رد کرنے کا ادراک رکھتے ہیں۔

﴿تعارف وتبصرہ: وجاہت رسول قادری﴾

کتاب......ملفوظاتِ شمس

مرتب...... ڈاکٹر مجید اللہ قادری

پیش گفتار......صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

مقدمہ...... ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی

سن اشاعت......۱۴۲۴ھ/ اپریل ۲۰۰۳ء

صفحات......112، خوبصورت بامعنی سرورقا

ھدیہ......درج نہیں

ناشر......المختار پبلی کیشنز، ۲۵ جاپان مینشن (ریگل) صدر، کراچی

حضرت علامہ شمد الحسن شمس بریلوی (۱۹۱۹ء-۱۹۹۷ء) مرحوم مغفور ایک گونا گوں شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی شخصیت کا ہر پہلو اس قدر طرحدار اور چمکدار ہے کہ ایک نشست اور محدود صفحات اس کے بیان کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ بلاشبہ وہ ایک بلند پایہ ادیب و

نقاد، شاعرِ سہ زبان، (اردو فارسی، عربی) تھے اور مصنف و مؤلف بھی، وہ ایک اچھے مترجم، مقدمہ نگار، شارح اور نقاد بھی تھے اور ایک اعلیٰ محقق، مدقق اور مؤرخ بھی، تاریخ گوئی کے علاوہ ان کو علم نجوم و ہیئت اور فلسفہ میں بھی دسترس حاصل تھی اور علوم حدیث وفقہ کی طرح علم تفسیر میں بھی ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ اردو فارسی اور عربی کی طرح انگریزی زبان پر بھی حاوی تھے۔ غرض کہ وہ ایک جامع العلوم شخصیت تھے۔

ملفوظات، صاحبِ ملفوظ کی شخصیت اور اس کے علم وفضل اور روحانی مقام کے عکّاس ہوتے ہیں بایں معنی کے وہ دقیق علمی مسائل کے بیان کرنے، اسرار الٰہی اور رموز کائنات کی تعبیر وتشریح اور ان سے پیدا شدہ اشکار کی عقدہ کشائی کی کتنی صلاحیت رکھتی ہیں۔

تاریخ دنیائے علم اس بات پر شاھد وعادل ہے اور بارہا کا مشاھدہ ہے کہ بعض نادرِ زمن علمی شخصیات کبھی کبھی اپنی نگارشات میں علم وحکمت کے وہ رموز و نکات بیان نہیں کر پاتیں جو اپنی نجی مجلسوں میں اپنے حلقۂ مخلصین و معتقدین کے درمیان بیان کر دیتی ہیں۔ بقول علامہ پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو (سابق صدر شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ) اردو زبان کے ملفوظاتی ادب میں مجدد مأتہ حاضرہ، مؤید ملت طاہرہ، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی بہت اہم حیثیت ہے۔

عزیزی مجید اللہ قادری سلمہ الباری نے علامہ شمس بریلوی مرحوم مغفور کی شخصیت کا مختصر لیکن بھرپور تعارف کرانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ یہ ملفوظات ۱۳ر نومبر ۱۹۹۳ء سے ۲۴ر فروری ۱۹۹۷ء تک کے عرصے کی ۱۷ ر نشستوں کے دوران قلم بند کیئے گئے ہیں۔ سب سے زیادہ نشستیں ۱۹۹۶ء میں ہیں جبکہ ۱۹۹۵ء میں پورے سال کسی نشست کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن چار سالہ دور کی ان ۱۷ ر مختصر نشتوں کے ملفوظات میں پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے جامع العلوم شخصیت کی زبان فیض ترجمان سے، جاری قرآن وحدیث، ایمانیات وتصوف تاریخ وسیر، شعروادب، فلسفۂ حکمت اور رضویات کے حوالے سے علم و حکمت کے ایسے ایسے گوہر گرانمایہ کو یکجا کر دیا ہے کہ جس سے مدتوں اہل علم اور اہل علم اور اہل نظر استفادہ کرتے رہیں گے۔

معراج اور شبِ معراج

لفظ معراج، عروج سے مشتق ہے۔ عروج بہ معنی زینہ کے ہیں۔ اور شریعت میں شبِ معراج اس رات کو کہتے ہیں جس میں حضور ﷺ یہاں سے وہاں تک تشریف لے گئے۔ یہاں سے مراد زمین اور وہاں سے مراد، لا مکاں......

اسراء عرفِ قرآن میں بیت المقدس تک جانا ہے اور معراج بیت المقدس سے اوپر آسمانوں پر آپ کا عروج وصعود ہے اسراء کا ذکر آیت قرآنی میں وضاحت سے ہے اور معراج کا ذکر سورۂ نجم کی بعض آیات اور احادیث مبارکہ سے ملتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے!

کہ ماہِ رجب ایک اور ایک رات ایسی ہے کہ اگر اس دن کا کوئی روزہ رکھے اور اس رات کو عبادت کرے اور اس کو ایک سو برس روزہ رکھنے والے اور سو سال کی راتوں میں عبادت کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔ یہ وہ رات ہے، جس کے بعد رجب کی تین راتیں رہ جاتی ہیں یعنی ۲۷ ر ویں شب۔ ماہِ رجب کی پہلی، پندرھویں اور ستائیسویں راتوں میں قیام کرنا (نوافل پڑھنا) مستحب ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

اگر پوری رات جاگ کر عبادت نہ کر سکے تو نماز عشاء و فجر با جماعت ادا کرے پوری رات شبِ بیداری کا ثواب حاصل کرلے گا۔

تنظیم اہلسنت انٹرنیشنل کے زیر اہتمام
تاجدار اہلسنت، مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی دینی قومی وملی
خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے اور عشق مصطفیٰ ﷺ کے فروغ کیلئے
عالمی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس
زیر صدارت
جگر گوشہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
عالمی مبلغ اسلام حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب الازہری بریلوی
سجادہ نشین بریلی شریف
زیر سرپرستی
مفکر ملت پیر طریقت حضرت علامہ پیر عبدالقادر صاحب ایم اے ایل ایل بی
پرنسپل جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ
صدر تنظیم اہلسنت انٹرنیشنل
سجادہ نشین دربار عالیہ غوثیہ قادریہ جنڈی شریف (کہوٹہ)
2003
21 دسمبر بروز اتوار
اسلام آباد
اس کانفرنس میں مختلف ممالک سے عمائدین شرکت فرمائیں گے
اپیل
کانفرنس کے انعقاد کے سلسلہ میں تعاون فرمانے والے حضرات سے اپیل ہے کہ اپنے
عطیات درج ذیل اکاؤنٹ میں جمع کروائیں!۔۔۔۔
پیر عبدالقادر اکاؤنٹ نمبر: PLS 3313-8 مسلم کمرشل بینک لالہ رخ واہ کینٹ
منجانب: مرکزی دفتر جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ
فون: 0596 - 511844
0300-9506753
0300-9506760
0300-5157475

پیغامِ رضا امتِ مسلمہ کے نام

فروغِ تعلیم اور امتِ مسلمہ کے کامیاب مستقبل کے لئے

امام احمد رضا کا دس نکاتی پروگرام

۱۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

۲۔ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔

۳۔ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں۔

۴۔ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادی مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔

۵۔ ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعت دین و مذہب کریں۔

۶۔ حمایت مذہب و ردِ بد مذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

۷۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔

۸۔ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکوبی اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

۹۔ جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

۱۰۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں جو وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ ''آخر زمانے میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا'' اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد نمبر ۱۲، صفحہ نمبر ۱۳۳)